

## کتاب ہذا کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

☆	نام کتاب:	تحفۃ المجالس
☆	مصنف:	حضرت سید ناریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی
☆	تعداد:	ایک ہزار
☆	بتیسویں بار:	جون 2003
☆	ناشر:	سرفروش پبلیکیشنز پاکستان

کمپوزنگ یا پرنٹنگ کی کسی بھی غلطی کیلئے پیشگی معذرت خواہ ہیں  
 غلطیوں کی نشاندہی کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

### پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ جس نے ہماری رہنمائی کے لئے مرشد حق حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی جیسی ہستی عطا فرمائی، جن کی نظر کیمیائے ہم جیسے ہزاروں نوجوانوں کی زندگی میں روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے دل ہم وقت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو چکے ہیں اور یہی دنیا و آخرت کا بیش بہا خزانہ ہے جو درحقیقت ہمارے لئے ذریعہ نجات ہی نہیں بلکہ معرفت خداوندی کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی کے طفیل انسان فنا فی الشیخ، فنا فی الغوث، فنا فی الرسول ﷺ اور فنا فی اللہ جیسے اعلیٰ منصب پر فائز ہوتا ہے۔

انجمن کا ہر رکن سرکار شاہ صاحب کی گفتگو سننے کو بیتاب رہتا ہے تحفۃ المجالس میں سرکار شاہ صاحب کے ان ”خطابات یا گفتگو“ کو تسلیم بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو آپ نے مختلف مقامات پر کانفرنسوں اور روحانی نشستوں میں طالبین حق کیساتھ فرمائیں۔ اس کی تدوین میں جن اصحاب نے معاونت کی اللہ تعالیٰ ان کو اسکا اجر کثیر عطا فرمائے، ادارہ اس سلسلہ میں ان کا تہہ دل سے ممنون ہے۔ اس سے پیشتر تحفۃ المجالس چار حصوں پر مشتمل تھی اب ان حصوں کو یکجا کر کے کتاب کی شکل دی گئی ہے۔ امید ہے کہ طالبین حق بالخصوص اور عوام الناس بالعموم ان روحانی ملفوظات سے بھرپور استفادہ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تحفۃ المجالس کی تدوین کے لئے ہماری کوشش کو قبول فرمائے! آمین

### خیر اندیش

چیری مین سرفروش پبلیکیشنز پاکستان

## درود شریف اور ذاکر قلبی:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا واقعہ ہے کہ جب ہم پر کوئی مصیبت آتی تو ہم درود شریف پڑھتے تھے۔ اس سے پہلے آپ کیا کرتے تھے؟ اس سے پہلے آپ ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہتے تھے۔ اگر اللہ اللہ میں رکاوٹ ہوتی تو درود شریف پڑھتے، اس طرح وہ رکاوٹ دور ہو جاتی۔

اب لوگ کہتے ہیں کہ دل سے درود شریف پڑھنا چاہیے۔ ابتداء میں دل سے درود شریف نہیں پڑھا جا سکتا کیونکہ دل کی دھڑکن ٹک ٹک کرتی ہے۔ آپ ٹک ٹک کے ساتھ کس طرح درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔ ٹک ٹک کے ساتھ تو اللہ اللہ ہی ہو سکتی ہے۔ یعنی کہ جب دل کی دھڑکن کی ٹک ٹک اللہ اللہ کرے گی تو انسان کامیاب ہو جائے گا۔ اسی طرح کبھی ٹک ٹک مل کر بڑی مشکل سے لا الہ الا اللہ پڑھیں گی اور پھر اسی طرح مزید کبھی ٹک ٹک مل کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پڑھیں گی۔ اس وقت ہم کہیں گے کہ اب یہ شخص دل سے مسلمان ہو گیا ہے۔ اس وقت جب تم نماز پڑھو گے تو ساتھ وہ قلب بھی نماز پڑھے گا۔ تم درود شریف پڑھو گے تو ساتھ قلب بھی درود شریف پڑھے گا۔ اس وقت درود شریف کے صحیح فیض کا علم ہوگا۔ ایسے لوگ جو ذاکر قلبی ہوتے ہیں جب وہ درود شریف پڑھتے ہیں تو قلب بھی درود شریف میں لگ جاتا ہے۔ جب وہ نعت شریف پڑھتے ہیں تو قلب بھی نعت شریف میں لگ جاتا ہے۔ ایسے لوگ جب رات کو سوتے ہیں تو قلب کبھی نعتیں پڑھتا رہتا ہے۔ کبھی درود شریف پڑھتا ہے اور کبھی اللہ ہو کرتا رہتا ہے۔ گھسروالے کہتے ہیں کہ تم نعت پڑھ رہے تھے، یاد درود شریف پڑھ رہے تھے یا اللہ ہو کر رہے تھے تو وہ کہتا ہے کہ میں تو سو رہا تھا مجھے پتہ ہی نہیں۔

## رب کی تلاش:

آج کل کسی کو رب کی تلاش ہی نہیں، بندہ نماز بھی پڑھتا ہے تو کسی لالچ اور غرض و غایت کے سبب، درود و وظائف بھی کرتا ہے تو کاروبار کی ترقی کے لئے یا بیماری سے شفا کے لئے۔ (اور نمازیں بھی جنت میں جانے کے لئے پڑھتا ہے) رب کو پانے کے لئے کوئی عمل نہیں کرتا۔ اگر رب کو پانے کے لئے عمل کرتا تو رب ضرور ملتا۔

حضرت بائزید بسطامیؒ سے رب نے کہا اے بائزید اتنا کچھ جو تو کرتا ہے کیا جنت کے لئے کرتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں لالچی نہیں ہوں۔ رب نے پھر فرمایا کہ کیا تو دوزخ سے بچنے کے لئے کرتا ہے۔ بولے کہ دوزخ تو منکروں کا ٹھکانہ ہے اور میں منکر نہیں ہوں۔ پھر رب نے سوال کیا کہ کیا تو عرش و کرسی کے لئے کرتا ہے۔ جواب دیا کہ عرش و کرسی تو فرشتوں کا مقام ہے اور میں فرشتہ نہیں ہوں۔ رب نے کہا کہ اے بائزید پھر یہ سب کچھ کس لئے کرتا ہے؟ عرض کی کہ اے رب میں سب کچھ تیرے لئے کرتا ہوں۔ رب نے فرمایا کہ اگر میں نہ ملوں تو؟ حضرت بائزید نے عرض کی کہ اگر تو نہیں ملتا تو۔۔۔۔۔ میرا سینا بیکار ہے آہ بھری اور جان دیدی۔

بچے بچے کو پتہ ہے کہ اگر دل خراب ہے تو نماز کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہی بات ہے ناں۔ جس طرح کسی کا دماغ خراب ہے اور آپ حفظ کے لئے اس کو بٹھادیں۔ قرآن پاک بار بار پڑھنے کے باوجود اس کو یاد نہیں ہوگا۔ آخر کار آپ سب کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ پہلے دماغ کا علاج کرو تب حفظ ہوگا۔

اس طرح عبادت کا تعلق دل سے ہے اگر دل خراب ہوگا تو عبادت صحیح نہیں ہوگی۔ یعنی صحیح عبادت کے لئے دل کا صاف کرنا بہت ضروری ہے۔ نماز ادا کرنے میں ہم زبان سے نوری الفاظ پڑھتے ہیں۔ قل هو اللہ احد مگر دل میں خیال یہ ہے کہ گھروچ آنا کوئی نہیں۔ اس طرح قل اللہ هو احد کا نور آٹے میں چلا گیا اور آٹے میں برکت ہوگئی۔ آٹا کہیں سے آگیا۔

ساری نماز میں جہاں جہاں دھیان جاتا ہے ادھر نور چلا جاتا ہے اور ہمارے دنیاوی امور سنورتے چلے جاتے ہیں۔ ہم حقیقت نہیں سمجھتے بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ ہماری نماز قبول ہو رہی ہے حالانکہ ہماری نماز تو کاروبار میں گھومتی رہتی ہے، یہ تو ہمارا حال ہے۔ اور دوسرا فرقہ خاص کر دیوبندی ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ لوگ ایسی نماز پڑھتے ہیں کہ جس میں کوئی خیال ہی نہ آئے۔ وہ رب کو ڈھونڈنے کے لئے آسمانوں کی طرف دھیان کرتا ہے۔ آسمانوں کی شک نہیں کہ وہ اپنے عمل میں کامیاب ہوتا ہے کیونکہ نماز میں اس کا دھیان آٹے اور دال کی طرف نہیں جاتا بلکہ رب کی طرف جاتا ہے۔ اس بے چارے کو پتہ نہیں کہ رب تو وہاں ہے جہاں تو فرشتے بھی نہیں پہنچ سکتے تو اس کا خیال کیسے پہنچے گا۔ یعنی ان صاحب کی نماز خلاؤں میں گھومتی رہی۔ یعنی پہلا دوسرے سے بہتر ہے کیونکہ اس کے کاروبار میں تو برکت ہو رہی ہے۔

لیکن رب کس طرح ملے گا نماز تو رب کے لئے ہے اور آپ نے نماز کو کاروبار میں لگا لیا اور خلاؤں میں لٹکا لیا۔ اب دیکھیں کہ رب کس طرح ملتا ہے۔

سب سے پہلے رب کے اسم ذات اللہ کو پکڑنا پڑتا ہے۔ اس کو پکارتے ہیں پھر اس کو دل میں جماتے ہیں۔ پھر جب نماز پڑھتے ہیں تو نظر سے قلب پر اسم اللہ جماتے ہیں۔ یہ نماز خالصتاً اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ عرشِ معلیٰ تک پہنچ جاتی ہے۔ عرشِ معلیٰ سے بیت المعمور اور بیت المعمور سے اللہ تک پہنچ جاتی ہے۔ یعنی ایسی نماز سیکھنے اور ادا کرنے کے لئے سب سے پہلے اللہ سیکھنی پڑے گی۔

ایک شخص تھا اسے ضرورت پڑی کہ رب کو ڈھونڈوں۔ پانچ چھ سال تک اپنے گھر میں عبادت کرتا رہا۔ ورد و وظائف کرتا رہا۔ اس کے چہرے پر نور آگیا وہ کہنے لگا کہ لوگ مجھے ولی سمجھنے لگے۔ مگر میں اندر سے کالا ہی تھا۔ خیال آیا رب شاید مسجد میں ملتا ہے اور میں گھر عبادت میں لگا رہا وہ پھر مسجد میں چلا گیا وہاں پھر پانچ چھ برس گزارے۔ عبادت کرتا رہا لیکن جب اندر جھانکا تو خالی پایا۔ اس نے سوچا کہ رب شاید جنگلوں میں ملتا ہے۔ جنگلوں میں جا کر بھی پانچ چھ سال عبادت و ریاضت سب کچھ کرتا رہا لیکن جب اندر دیکھا تو خالی پایا۔ سچا عاشق تھا سو چار رب شاید دریاؤں میں ملتا ہے دریاؤں میں تلاش کرنا شروع کر دیا پانچ چھ سال گزار دیئے مگر پھر اندر دیکھا تو خالی سوچنے لگا کہ رب پھر کہاں ملتا ہے؟ ذہن میں خیال آیا کہ موسیٰ کو کوہ طور پر ملا تھا شاید مجھے مل جائے کوہ طور پر جا کر بھی پانچ چھ سال گزارے مگر رب کا کہیں بھی نام و نشان نہ پاسکا۔ آخر کار اس کے مرنے کا وقت قریب آگیا دل میں افسوس تھا کہ میں نے گھر بار چھوڑا، بیٹی کھائی، پتے کھائے مگر رب نہیں ملا۔ ناجانے رب کہاں ملتا ہے؟ آواز آئی اے نادان میں تو تیرے گھر میں موجود تھا۔ وہ بولا اے اللہ تو کس کو نے میں تھا؟ جواب آیا میں تیرے دل میں تھا اگر گھر میں بیٹھ کر دل سے مجھے یاد کر لیتا تو مجھے پالیتا۔

## حدیث احیاء علوم الدین:

لا یسعن ارض ولا سماء ولکن یسعن قلب عبدی المؤمن<sup>o</sup>  
ترجمہ: مجھے زمین اور آسمان کی وسعتیں اپنے اندر نہیں سمجھتیں لیکن میں اپنے بندہ مؤمن کے دل میں سما جاتا ہوں۔ (حدیث قدسی)

اب دل کیا ہے؟ رب کا تعلق دل سے ہے۔ جس طرح خانہ کعبہ آسمان پر بیت المعمور کی نقل ہے اسی طرح عرشِ معلیٰ کی طرح تمہارا دل ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ دل کو بڑی فضیلت ہے دل کو اس وقت فضیلت ہے جب اس میں اللہ بس جاتا ہے اور یہ اللہ اللہ میں لگ جاتا ہے اور اس کی اس اللہ اللہ کی حرکت سے عرشِ معلیٰ ہلنے لگتا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پروردگار عالم یہ کیا ہو رہا ہے؟ رب فرماتا ہے کہ وہی انسان جسے انکارِ سجدہ ہوا تھا آج وہ سوراہا ہے مگر اس کا دل اللہ اللہ کر رہا ہے جس کی وجہ سے عرشِ معلیٰ ہل رہا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ کاش ہم بھی انسان ہوتے اور ہمارے اندر بھی ایسا دل ہوتا۔

اب تم جو اس کی عبادت کرتے ہو درد و وظائف کرتے ہو۔ زیادہ سے زیادہ 50، 60 یا 100 سال گزار لو گے۔ مگر فرشتے تو ہزاروں سالوں سے عبادت کر رہے ہیں ان سے کیسے بازی لے جاؤ گے؟ کچھ جنات میں سے صحابہ جنات بھی ہیں یعنی کہ وہ حضور پاک ﷺ سے بیعت ہیں مگر اب بھی موجود ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ ان بیچاروں میں دل نہیں ہے اور تم میں دل موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سات جنتیں بنائیں اور تمہارے اندر سات مخلوقیں رکھیں۔ تمہیں تو صرف اتنا علم ہے کہ تمہارے اندر ایک روح موجود ہے حالانکہ تمہارے اندر ایک نہیں بلکہ سات روحیں موجود ہیں۔ جو انڈوں میں بند ہیں جن کے گرد جالے بنے ہوئے ہیں اگر ایک مخلوق کا تعلق قلب کی عبادت سے ہو جائے تو وہ جنتِ خالد کا حقدار ہے روح کی عبادت کر لے تو اس سے اگلی جنت یعنی دارالسلام ملے گی۔ سری کی عبادت کرے تو اس سے اگلی جنت کے مستحق پھر اسی طرح ایک لطیفہ انادماغ میں موجود ہے اگر اس کی عبادت کرو گے تو جنت الفردوس کے حقدار ٹھہرو گے۔ سخی عابد جن حضور پاک ﷺ سے بیعت ہیں ابھی تک موجود ہیں لیکن ان میں قلب موجود نہیں ہے۔ اس لئے وہ جنت میں نہیں رہ سکتے بلکہ ان کو جنت کے باہر مقامات ملیں گے۔ وہ لوگ صرف جنت کی سیر کو جاسکیں گے لیکن وہ انسان جن کے اندر دل موجود تھا لیکن انہوں نے ختم کر دیا تو انکے بارے میں قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے ”کہ یہ چوپائے ہیں بلکہ اس سے بھی بدتر۔“

ہو سکتا ہے کہ ایماندار کلمہ گو یا جو حضور پاک ﷺ سے محبت رکھتا ہونہ بخش دیا جائے لیکن یہ جنت میں ان لوگوں کے برابر تو نہیں ہو سکتا جن لوگوں نے لطائف کی عبادت کی ہوں۔ ایسے لوگ جو دوزخ سے بچ تو جائیں گے مگر جنت میں ان عبادت گزاروں کے غلام بن کر رہیں گے۔ اس وقت کتنے پچھتائیں گے کہ یہ سب ہم میں بھی موجود تھا مگر ہم تو محروم رہے۔

انسان کے دماغ پر ایک پردہ ہوتا ہے۔ اگر تمہیں کہا جائے کہ ایک ماہ کے لئے مری چلے جاؤ۔ تم پہلے پوچھو گے کہ وہاں کا موسم کیسا ہے؟ وہاں کے لئے کبمل خریدو گے۔ پیسے وغیرہ اور دوسری تمام ضروریات کا انتظام کرو گے تاکہ وہاں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ یعنی صرف ایک ماہ کی تاریخ اور اتنا انتظام موت کا تو کوئی پتہ نہیں ہے نہ جانے کس وقت آجائے۔ شاید کل ہی آجائے مگر وہاں کے لئے تم سامان کیوں نہیں کرتے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے شیطان

انسان کے دماغ پر ایک پردہ ڈال دیتا ہے۔ اب وہ کیسے ہٹتا ہے؟ وہ اس وقت ہٹتا ہے جب انسان مرنے لگتا ہے۔ عذر آسیل جب آتے ہیں تو شیطان وہ پردہ ہٹالیتا ہے تو اس وقت آدمی یہ کہتا ہے کہ مجھے اب موقع ملے تاکہ کچھ کر لوں لیکن اب تو ملک الموت آگئے ہیں اب کیا موقع ملے گا۔

حدیث شریف میں ہے: موتوا قبل انتم موتو ۰

”مرنے سے پہلے ہی مر جاؤ“

سب سے پہلے ذکرِ قلب، پھر روح اس طرح ساتوں لطائف چلتے ہیں۔ جب دماغ کا لطیفہ یا ہوکاز ذکر کرے گا تو اس کی گرمی سے وہ پردہ پھٹ جائے گا اور پردہ پھٹنے کے بعد آپ کو مرنے سے پہلے ہی علم ہو جائیگا کہ آپ دنیا میں کیوں آئے ہیں۔ اس وقت لوگ کہیں گے کہ یہ دیوانے ہیں لیکن آپ کہیں گے کہ لوگ دیوانے ہیں۔ اس طرح انسان دنیا میں اپنی آمد کا مقصد سمجھ جاتا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ اوپر ہی سے ہماری روحوں کو جنت یا دوزخ میں ڈال دیتا تو دوزخ میں جانے والی روہیں اعتراض کرتیں کہ اے اللہ ہم نے کیا قصور کیا تھا؟ اس اعتراض کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان روحوں کو جسموں میں ڈالا اور جنت دوزخ کی بنیاد اعمال پر رکھ کر انہیں دنیا میں بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تمہیں چند سال کے لئے دنیا میں بھیجا تھا وہاں سے کیا کر کے لاتے ہو۔ تم تو مجھے بھول ہی گئے تھے اور دنیا میں لگ گئے تھے۔

اب دنیاوی زندگی ختم ہونے والی ہے۔ اصل زندگی مرنے کے بعد شروع ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ تمہاری اس ساری زندگی کا نچوڑ 50، 60 یا 100 سال ہے۔ اگر تم نے انہیں ضائع کر دیا تو گویا ساری زندگی ضائع کر دی۔ لیکن نماز پڑھو، ورد و وظائف کرو جو کچھ بھی کرو اللہ کے لئے کرو۔ لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ تم یہ سب کچھ دنیاوی فوائد کے لئے کرتے ہو۔ تم یہ چاہتے ہو کہ کاروبار میں ترقی ہو۔ بیماری سے نجات ہو اس طرح تمہاری تمام حاجات پوری ہو جائیں۔ یہ سب کچھ دنیا کے لئے ہے اس لئے دنیا میں رہ جائے گا۔ آخرت میں خالی ہاتھ جاؤ گے۔ دنیا میں جس اصل کاروبار کے لئے آئے ہو وہ یہ ہے کہ ایسی کمائی کرو کہ آخرت کے لئے جمع ہو جائے۔ قولِ غوثِ پاکؒ ہے۔

”دنیا ایک بازار ہے اس میں سے وہی چیز خریدو اور پیچو جو کل بازارِ آخرت میں تم کو نفع دے۔“

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

ولتنظر نفس ما قدمت لغد

ترجمہ: انسان دیکھے کہ آئیندہ کے لئے آگے کیا بھیجا؟ (سورۃ الحشر آیت نمبر 18)

تم نے دنیاوی کاروبار کو اتنا افضل سمجھ لیا ہے کہ اگر تم سے کہا جائے کہ نماز پڑھو کہو گے کہ مجھے فرصت ہی نہیں ملتی حالانکہ تمہیں دنیا میں عبادت کے لئے بھیجا گیا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون

ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اس لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (سورۃ الزار آیت نمبر 56)

تم کہتے ہو کہ عبادت کے لئے فرشتے موجود ہیں اور ہم دنیاوی کام صرف پیٹ کے لئے کرتے ہیں۔ ہمارے پیٹ میں کیا ہے؟ نفس ہے، شیطان ہے۔ یعنی ہم شیطان کے لئے تو دن رات لگے رہتے ہیں۔ اور رحمن کے لئے تو کچھ بھی نہیں کرتے۔

اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہو جائے تو ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہو۔ یقین کرو اگر کوئی شخص لندن میں بیٹھا ہے تو تم اسے چالیس روز تک یاد کرو۔ تو اس کے دل کو حرکت ہوگی اور وہ تم کو خط لکھ کر بھیجے گا کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔ اور اگر تم چالیس روز تک دل سے اللہ کو یاد کرو گے تو وہاں بھی حرکت ہوگی وہ پوچھے گا کہ یہ بندہ کون ہے۔ جو ہر وقت ہمارے ذکر میں مشغول ہے۔ تب ہی اس نے فرمایا ہے۔

فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 152)

عبادت چاہئے کم کرو مگر دل سے کرو۔ ایسی عبادت ہی اچھی ہوتی ہے۔ مگر ایک شخص عبادت میں دھڑا دھڑا لگا ہوا ہے مگر جتنی عبادت کرتا ہے اتنا ہی دل سیاہ ہوتا ہے۔ ایسی عبادت کا کیا فائدہ۔ ایسی عبادت تو شیطان بھی کرتا تھا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ عبادت سے رب ملتا ہے اگر ایسا ہوتا تو رب سب ہی کو مل جاتا۔ رب عبادت سے نہیں بلکہ دل سے ملتا ہے عبادت تو دل کو صاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ عبادت سے توجہ دل کی طرف ہو جاتی ہے۔ اور دل کی صفائی ہو جاتی ہے۔ تب ہی حدیث شریف میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”میں شکلوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا میں نیتوں اور قلوب کو دیکھتا ہوں۔“  
جب قلب صاف ہوگا تو نیت بھی صاف ہوگی پھر جب اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت پڑے گی تو سمجھ لیں کہ رب بھی مل گیا۔

ہر وقت اللہ اللہ کرنے سے تمہیں اس نام سے محبت ہو جائے گی۔ پھر یہ محبت آہستہ آہستہ عشق میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس کے بعد اگر تم کو رسوں سے باندھ کر بھی گھسیٹا جائے تب بھی تم کہو گے کہ ہم تو اللہ ہو ہی کریں گے۔ بعض لوگوں کو کھسروں میں باندھ دیا جاتا ہے مگر پھر بھی وہ عشق خداوندی کی وجہ سے اللہ کو کرنے سے باز نہیں آتے صحابہ کرامؓ کو رسوں سے باندھ کر گرم ریت میں گھسیٹا جاتا تھا مگر پھر بھی وہ اللہ کے عشق سے باز نہ آئے۔ جب اللہ سے عشق ہو گیا تو سمجھ لو حضور پاک ﷺ سے عشق ہو گیا یعنی اللہ ہو پڑھنے سے اللہ سے عشق ہو جاتا ہے اور اللہ سے عشق ہو جائے تو حضور پاک ﷺ سے بھی عشق ہو جاتا ہے۔ نعت خوانی اس لئے کرتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ سے عشق ہو جائے اور حضور پاک ﷺ سے عشق ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے بھی عشق ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ دونوں چیزیں اللہ اور اسکے حبیب ﷺ سے محبت اور عشق پیدا کرنے والی ہیں اگر کوئی نہ اللہ کو کرے اور نہ یہ درود شریف یا نعت خوانی کرے تو وہ بھلا اللہ اور اس کے محبوب ﷺ سے کیسے عشق پیدا کر سکتا ہے۔ وہ تو صرف وقت پورا کر رہا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

ذکر اللہ فرض من قبل کل فرض

ترجمہ: تمام فرضوں سے پہلا فرض ذکر الہی ہے۔ (کلیدیۃ التوحید)

ہمارے علماء اکرام نماز پر بہت زور دیتے ہیں لیکن نماز سے زیادہ سخت حکم جو ہے وہ ذکر ہے ذکر کا اس حد تک حکم ہے کہ خرید و فروخت میں بھی اس سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الذین یدکرون اللہ قیاماً وقعوداً علیٰ جنوبہم (سورۃ آل عمران آیت نمبر 191)  
ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں کے بل۔

سوچو! کتنا سخت حکم ہے اور ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ کیا یہ قرآن مجید سے باہر ہے؟ حدیث شریف میں حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں ”ہم سوتے ہیں ہمارا دل نہیں سوتا۔“

تو ہم اس ذکر کی طرف کیوں نہیں جاتے؟ یہ جو اللہ کا ذکر ہے نفس کے لئے قاتل ہے۔ آپ نمازیں پڑھتے ہیں، عبادت کرتے ہیں۔ مگر آپ کا نفس اندر ہے اس لئے اسکی صفائی نہیں ہوتی آپ باہر ہی لگے ہوئے ہیں مگر آپ کا نفس اندر گھسا ہوا ہے۔ جب تمہارا ذکر اسی نفس کے ذریعے اس تک پہنچے گا۔ تب ہی اس کی صفائی ہوگی اور یہ نفس مسلمان ہوگا۔ یہ نفس ہی ہے جو تم کو ذکر اللہ کی طرف آنے نہیں دیتا وہ کہتا ہے باہر لگا رہو اندر نہیں آنا اس طرح وہ ذکر کی طرف آنے نہیں دیتا اور نتیجتاً یہ نفس موٹا ہو جاتا ہے۔ پھر کچھ عرصے بعد نفس تم پر سوار ہو جاتا ہے۔

جب باطنی مخلوق آتی ہے تو وہ ہمیں دیکھتی ہے۔ لوگوں کو ہم انسان نظر آتے ہیں مگر باطنی مخلوق ہمیں ہمارے نفسوں کے مطابق دیکھتی اور پہچانتی ہے جو ملائکہ آسمانوں سے آتے ہیں تو انہیں ہم نظر نہیں آتے بلکہ ہمارے نفس نظر آتے ہیں۔ نفس جس شکل کا ہو گا انسان بھی اسی شکل کا نظر آتا ہے۔ جس طرح ایک واقعہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے زمانے میں ایک عورت ننگی گھومتی تھی۔ ان کے خلیفہ نے پوچھا کہ یہ عورت ننگی گھومتی رہتی ہے مگر آپ کو دیکھ کر کونے میں کیوں سمٹ جاتی ہے؟ جبکہ آپ بوڑھے ہیں اور بزرگ ہیں آپ نے فرمایا یہ ایک راز ہے۔ انہوں نے خلیفہ کو ایک انگوٹھی دی اور کہا جیسے ہی یہ عورت آئے پہن لینا۔ عورت کے آنے پر خلیفہ نے انگوٹھی پہن لی۔ آگے پیچھے دیکھا تو کوئی گدھا ہے کوئی کتا ہے۔ کوئی ریچھ ہے اور کوئی بندر ہے۔ اپنے آپ کو دیکھا تو بکر نظر آیا۔ صرف وہ عورت اور شاہ عبدالعزیزؒ انسان نظر آئے اس پر شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ وہ عورت کہتی ہے کہ مجھے تو سارے ہی جانور نظر آتے ہیں اس لئے پردہ کس سے کروں آپ انسان نظر آتے ہیں اس لئے چھپ جاتی ہوں۔

حضرت رابعہ بصریؒ نے اپنے ایک غلام کو سر کا بال دیا کہا کہ اس کی گولائی میں سے دیکھنا جو انسان نظر آئے اس سے تیل لے آنا۔ غلام سارا دن گھومتا رہا مگر اسے کوئی بھی انسان نظر نہ آیا۔ کوئی کتا، بڑی مشکل سے آخر میں ایک انسان نظر آیا اور اس سے تیل لیا۔ اس طرح جب فرشتے دنیا میں تشریف لے کر آتے ہیں تو نہ جانے ہم دنیا میں اس وقت کیا کچھ کر رہے ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ہم تلاوت کر رہے ہوں اور ان کو نہ جانے کیا نظر آ رہے ہوں کچھ لوگ تلاوت کرتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔ نفس اگر کتا ہے تو ہم ناپاک ہیں۔ باہر سے چاہے مومن ہوں مگر اندر سے ناپاک ہوتے ہیں ہم قرآن کو ہاتھ لگاتے ہیں تو ناپاک ہوتے ہیں۔ مجدد صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کو چاہیے کہ پہلے ذکر اللہ کرے اس طرح اپنے نفس کو پاک کرے پھر فرماتے ہیں جب منہ ہی ہو جائے نفس پاک ہو جائے تب قرآن پاک پڑھے اس وقت ایک لمحہ فکر ہزاروں سال کی عبادت سے بہتر ہے اور ہم اس کے برعکس عمل کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم قرآن پڑھتے ہیں تو ہمارا سر چکا رہتا ہے کچھ کو الفاظ نظر نہیں آتے اور کچھ پر گھبراہٹ طاری ہوتی ہے یعنی قرآن پاک چاہتا ہی نہیں کہ ایسے لوگ اس کو پڑھیں تو سب سے بنیادی اور پہلی چیز جو ہے وہ ذکر و فکر ہے پہلے والی مائیں ذکر ہوا کرتی تھیں۔ ذکر فکر کرتی تھیں اور بچہ پیٹ میں اللہ کی آواز سنتا تھا اور پیدا ہوتا تو مائیں اللہ کی لوریاں دیتی تھیں اور جب تھوڑا سا بڑا ہوتا تو جہاں اللہ کی آواز

ذکر کا حلقہ ہوتا، وہ وہاں بیٹھتا اسی طرح جب وہ نماز کے قابل ہوتا اس کا نفس پاک ہو چکا ہوتا اور وہ ولی بنتا تھا۔

ہمارا پہلا رکن جو ہے وہ ذکر ہے یعنی کلمہ طیبہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کلمہ پہلا رکن ہے، بنیاد ہے کلمہ پاک کے بارے میں حدیث پاک میں آتا ہے کہ کلمہ طیب افضل الذکر ہے۔

افضل الذکر لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ (ترمذی شریف)

اور اب ذکر کے بارے میں قرآن مجید میں آتا ہے کہ

فاذکروا لله قیاما و قعودا و علی جنوبکم

ترجمہ: اللہ کو یاد کرو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں کے بل لیٹے ہوئے

(سورۃ النساء آیت نمبر 103)

یہ پہلا اور بنیادی رکن تھا اور ہم نے اس کو چھوڑ دیا بنیاد چھوڑ کر ہم مکان بنا رہے ہیں جب ہم نے بنیاد چھوڑ دی تو مکان کیسے بنے گا جب مکان نہیں بنا تو کوئی مرزائی، کوئی دیوبندی، کوئی قادیانی، کوئی اہلحدیث اور کوئی پتہ نہیں کیا بن گئے اگر مکان بن جاتا تو پھر بیویوں دوسرے فرقوں میں بیٹتے۔ تو سب سے پہلے اپنی بنیاد مضبوط کرو یہ بنیاد ذکر ہی سے مضبوط ہوگی۔

سرکار فرماتے ہیں کہ ہمیں بھی رب کی بڑی تلاش تھی ڈھونڈتے ڈھانڈتے رہے ایک دن بابا گوہر علی شاہؒ کے دربار شریف پر تلاوت کر رہے تھے (بابا گوہر علی شاہؒ سرکار شاہ صاحب کے اجداد میں سے تھے، دربار شریف ڈھوک گوہر شاہ، گوجران اور بکر امنڈی راولپنڈی میں ہے) یہی پتہ تھا کہ تلاوت سے رب ملتا ہے اتنے میں ایک فقیر لمبا سا چغہ پہنے ہوئے آئے فرمانے لگے کہ کیا چنے چبار ہے ہو مجھے بہت غصہ آیا کہ میں تلاوت کر رہا ہوں اور یہ بزرگ کہہ رہے ہیں کہ میں چنے چبار ہا ہوں میں نے پرواہ نہ کی اور اپنی دھن میں لگا رہا اور خیال کیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ شیطان ہو بڑے عرصے بعد لال باغ جنگلوں میں چلا گیا اللہ ہو کر تار پھر ایک وقت آیا کہ جب زبان کے ساتھ تلاوت کرتا تو دل بھی تلاوت کرتا ایک مرتبہ صبح کے وقت زبان سے تلاوت کر رہا تھا اس کے ساتھ دل بھی تکرار کر رہا تھا۔ پھر وہی درویش آئے جسے دس بارہ سال پہلے دیکھا تھا کہنے لگے کہ اب صحیح تلاوت کر رہے ہو تو یہ بات کوئی مشکل نہیں ہے۔ صرف طلب کی ضرورت ہے مگر طلب سچی ہونی چاہیے۔ اگر تمہیں صحیح طلب ہوگی تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ اللہ تمہیں راستہ نہ دکھائے۔ سچی طلب رکھو اور دنیا داری چھوڑ دو۔

افریقہ کے چند لوگوں نے بتایا کہ ہمارے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت آئی انہوں نے قرآن و حدیث کی باتیں بتائیں ہمارا قبضہ مسلمان ہو گیا ہم میں سے ایک آدمی کو انہوں نے امامت بھی سکھا دی۔ نماز روزہ سب کچھ سکھا دیا ہم قرآن و نماز سب کچھ پڑھنے لگے سال ڈیڑھ سال گزار پتہ چلا کہ مسلمانوں کی ایک اور جماعت آئی ہے انہوں نے آتے ہی پوچھا کہ کون سے مسلمان ہو؟ ہم نے کہا کہ مسلمان تو ایک ہی ہوتے ہیں وہ کہنے لگے کہ بتاؤ کون سے فرقے کے مسلمان ہو۔ ہم کہنے لگے بس اتنا جانتے ہیں کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ تم تو کافر ہو کیونکہ اسلام میں پہلے ہی احمدی لوگوں کو کافر قرار دیا جا چکا ہے انہوں نے کوئی لیچر دیا ہم میں سے آدھے احمدی اور آدھے ان جیسے مسلمان بن گئے اب ہم اصلی مسلمان بن گئے اور وہاں دو فرقے بن گئے ان کی مسجد علیحدہ بن گئی بڑے عرصے بعد پتہ چلا کہ پھر مسلمان آگئے انہوں نے مسجدوں کے دورے کیے پوچھا تم کون ہو؟ ہم احمدی۔ اور تم؟ ہم دیوبندی بولے تم دونوں ہی کافر ہو

کیوں کہ اعلیٰ حضرت نے ان کو بھی کافر کہا ہے۔ کہنے لگے کہ ہم پھر چپ کر کے سبھی عیسائی بن گئے کہ کہنے لگے ہم کو پتہ ہی نہیں کہ مسلمان کون ہے؟ اب جو پہلا فرقہ گیا تھا اس کی بھی محنت رائیگاں گئی اور دوسرے اور تیسرے فرقوں کی بھی محنت رائیگاں گئی اور بہت سے لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ مسلمان کون ہے سب اپنی اپنی جگہ خوش ہیں کہ ہم صحیح ہیں اور دوسرے غلط ہیں۔ آپ ان سے مناظرہ کر لیں ساری زندگی گزر جائے گی نہ آپ ہاریں گے اور نہ وہ ہاریں گے۔

اب ہم کو صراطِ مستقیم بھی اور دین بھی چاہیے اور ہم کو پتہ بھی نہیں کہ صحیح کون ہے اور غلط کون ہے بہتر بہتر فرقے ہیں صحیح کی پہچان کیا ہے۔

1۔ ان میں ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کے ظاہر اور باطن دونوں خراب ہیں۔ نہ ظاہر میں نماز روزہ ہے اور نہ ان کا دل اللہ اللہ کرتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا کہ یہ لوگ جو پاپیوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ وہ خواہ کسی کے بھی بیٹے ہوں یہ صراطِ مستقیم پر نہیں ہیں۔

2۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جن کے ظاہر خراب اور باطن اچھے ہیں۔ ظاہر میں کوئی نماز، روزہ نہیں مگر دل اللہ اللہ کر رہے ہیں۔ یعنی باطن درست۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مجذوب کہلاتے ہیں۔ اب ان کی تصدیق ہے کہ وہ پاگل تھے اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم زندیق ہو جائیں گے۔ اگر ہم زندیق ہو گئے تو فقر میں ان کی وجہ سے بدعت پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے آگے سلسلہ نہیں چلتا۔ یہ بھی صراطِ مستقیم نہیں ہے۔

3۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جن کے ظاہر درست ہیں اور باطن خراب ہیں۔ یہ ہیں ہمارے علمائی، ظاہر میں سب کچھ جانتے ہیں۔ داڑھی، نماز، روزہ، تلاوت و تسبیحات اور وظائف وغیرہ مگر اندر سے سیاہ۔ یہ بھی صراطِ مستقیم پر نہیں ہیں۔ اگر یہ صراطِ مستقیم ہوتا تو بہتر بہتر فرقے کیوں بنتے۔ پھر صراطِ مستقیم کیا ہے؟ جن کے ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن بھی درست ہوں۔ زبان بھی نماز، روزہ کرے اور دل بھی اللہ اللہ کرے یہ ہے اصل صراطِ مستقیم۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دل اللہ اللہ کس طرح کرتا ہے یہ تو گوشت کا لوتھڑا ہے۔ زیادہ تر لوگ یہ کہتے ہیں کہ گوشت کا لوتھڑا کس طرح اللہ اللہ کر سکتا ہے۔ یہ صرف لوگوں کی قیاس آرائیاں ہیں کہ انہیں یہ نہیں معلوم کہ ہمارے اندر سات مخلوقیں آباد ہیں۔ ان میں صرف ایک مخلوق ”روح“ کا پتہ ہے۔ باقی چھ مخلوقوں کے بارے میں بالکل معلوم نہیں جو انڈوں میں بند ہیں۔ تم رات کو سوتے ہو اور خواب میں دوسری جگہ دیکھتے ہو۔ کوئی چیز ہے تم میں بند۔ وہ روح نہیں ہے، روح اگر جاتی تو تم فوراً ختم ہو جاتے۔ وہ ایک مخلوق ہے۔ جو انڈوں میں بند ہے۔ ان پر زنا کے چھلکے ہیں۔ حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں تمہارے قلب پر شیطان نے سوال لاکھ جالے لپیٹے ہوئے ہیں۔ بلکہ سوال لاکھ سے بھی زیادہ۔ اب اگر کسی نے مرغی کا انڈہ نہ دیکھا ہو اور تم اس کو کہو کہ یہ چوں چوں کرے گا یا ہوا میں اڑے گا وہ کہے گا کہ تو غلط کہتا ہے نہ اس کی ٹانگیں ہیں اور نہ اس کا منہ اور نہ اس میں حرکت ہے۔ کیسے اڑے گا اور کیسے چوں چوں کرے گا۔

اسی طرح ہمارے اندر وہ انڈہ ہے جو گوشت کے لوتھڑے کے اوپر ہے اس میں بھی کوئی حرکت نہیں، بس خاموش ہے۔ اس مرغی کے انڈے میں اتنی طاقت ہے کہ اس کو چالیس روز تک گرمی نہ پہنچائی جائے تو زندہ رہ سکتا ہے اور اس قلب میں اتنی طاقت ہے کہ اگر چالیس سال تک اس کو گرمی نہ پہنچائیں تو وہ زندہ رہ سکتا ہے۔ انڈے کو ظاہری گرمی کی ضرورت ہے۔ اگر ظاہری گرمی دیتے ہیں۔ تو چوزہ نکلتا ہے۔ دل کو ”اللہ ہو“ کی گرمی کی ضرورت ہے یہ جو اللہ اللہ کرتے ہیں اللہ کے نام کی ضربیں لگاتے ہیں یہ اس کو گرمی دیتے ہیں پھر یہ ”اللہ ہو“ کی گرمی سے پھٹ جاتا ہے۔ وہ انڈہ جب گرمی سے پھلتا ہے تو اس میں سے چوزہ نکلتا ہے اس کو کسی نے سکھایا نہیں وہ بغیر سیکھے چوں چوں کرتا ہے اور یہ انڈہ جسے بیضہ ناسوتی کہتے ہیں یہ پھٹنے پر بغیر سیکھے اللہ اللہ کرتا ہے۔ آدمی دیکھتا ہے

کہ یہ میرے اندر اللہ اللہ کون کر رہا ہے مگر اس کے قلب نے بے اختیار اللہ اللہ کرنا شروع کر دیا۔ اب آدمی چاہتا ہے کہ پورے جسم میں اللہ اللہ سرایت کر جائے مگر جسم میں اللہ اللہ کیسے سرایت کرے گا آپ ذکرِ خفی، ذکرِ جہر اور ذکرِ انفاس کریں۔ مگر وہ ذکر جو جسم کے اندر جاتا ہے تمہارے دل کی دھڑکن ٹک ٹک کرتی ہے تو تمہارے خون کو دھکیل کر سارے جسم میں پھیلا دیتی ہے پھر وہ سالک اس دھڑکن کو اللہ اللہ کے ساتھ ملاتا ہے۔ اس کا کام اللہ اللہ کرنا اور آدمی کا کام اللہ اللہ کو دھڑکن کے ساتھ ملانا ہے۔ جب دھڑکن کیساتھ اللہ اللہ مل جاتا ہے تو اس دھڑکن کے ساتھ پورے جسم میں سرایت کر جاتا ہے اور نس نس میں پہنچ جاتا ہے۔ اس وقت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ تو ایک دفعہ اللہ اللہ کرے گا تجھے ساڑھے تین کروڑ اللہ اللہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ پھر فرماتے ہیں کیسے ملے گا۔ تیرے اندر ساڑھے تین کروڑ نسیں ہیں۔ دل نے ایک دفعہ اللہ اللہ کی ساڑھے تین کروڑ نسیں حرکت میں آگئیں۔

سلطان صاحب فرماتے ہیں پھر تجھے بہتر ہزار ظاہری قرآنوں کا ثواب بھی ملے گا، پھر فرماتے ہیں کیسے ملے گا۔ یہ تیرے جو مسام ہیں یہ بہتر ہزار ہیں دل ایک دفعہ اللہ کہے گا۔ یہ بہتر ہزار آوازیں یہاں سے بھی نکلیں گی دل ایک گھنٹہ میں چھ ہزار دفعہ اللہ اللہ کرتا ہے اور چوبیس گھنٹوں میں سو لاکھ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

پھر علامہ اقبال فرماتے ہیں

”خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے“

پہلے تم رات کو سوتے تھے اور خواب میں شیطانی مخلوقوں میں جاتے تھے وہ ”نفس“ یعنی شیطانی چیز ہر شخص کی آزاد ہے۔ اب تمہاری روحانی چیز آزاد ہے۔ یہ بھی طاقتور ہو گئی۔ تم نے سوچا حضور پاک ﷺ کیا کر رہے ہیں ادھر تم نے سوچا اور یہ حضور پاک ﷺ کے قدموں میں پہنچ گئی۔ بلھے شاہ فرماتے ہیں۔

”لو کی پنج ویلے عاشق ہر ویلے لو کی مسیتی عاشق قدماں“

یعنی یہ لوگ جو پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں ان کی انتہا مسجد ہی ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہ کریں گے کہ باجماعت ہو جائیں گے۔ لیکن وہ جو ہر وقت اللہ اللہ کرتے ہیں۔ انکی انتہا حضور پاک ﷺ کے قدموں میں ہے اور وہ حضور پاک ﷺ کے قدموں تک پہنچ گئے اب سالک نے سوچا کہ چلیں دیکھیں کہ اوپر کیا ہو رہا ہے۔ اس نے سوچا اور یہ چیز پرواز کر گئی۔ فرشتوں نے سوچا کہ شاید کوئی جن یا شیطان آرہا ہے انہوں نے منتر پڑھا۔ گز مارے۔ کوئی اثر نہ ہوا۔ انہوں نے سوچا کہ جو چیز بھی ہے وہ بیت المعمور میں جل جائے گی وہاں سے آگے تو فرشتے بھی نہیں جاسکتے۔ یہ بیت المعمور سے بھی آگے نکل گئی اور وہاں پہنچ گئی جہاں رب کی ذات ہے۔ اس وقت فرشتوں نے کہا واقعی انسان اشرف المخلوقات ہے۔ پھر وقت آنے پر وہ شخص مر گیا۔ روح چاہے نیک ہے یا بد دوزخی ہے یا بہشتی سب اوپر چلی جاتی ہیں۔ اور وہ چیز جسے چھوڑ گیا تھا یہ قبر میں بیٹھ جاتی ہے اور قبر میں بیٹھ کر ”اللہ اللہ“ کرتی ہے نماز پڑھتی ہے اور لوگوں کو فیض پہنچاتی ہے۔

جب شب معراج آپ ﷺ موسیٰ کی قبر سے گزرے تو دیکھا موسیٰ نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ جب اوپر پہنچے تو دیکھا موسیٰ وہاں بھی موجود ہیں۔ یہاں کیا تھا؟ حضور غوث پاک ﷺ کی نولوگوں نے ایک ہی وقت میں دعوت کی۔ آپ نے ایک ہی وقت میں نولوگوں کی دعوت کھائی۔ یہ کیا تھا؟ مجد الف ثانی ”کولوگوں نے کہا ہم نے آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھا آپ نے فرمایا میں نہیں گیا۔ دوسرے نے کہا میں نے حضور پاک ﷺ کے روضے پر دیکھا، آپ نے فرمایا میں نہیں گیا۔ تیسرے نے کہا میں نے آپ کو حضور غوث پاک ﷺ کے روضے پر دیکھا فرمایا میں نہیں گیا تو پھر وہ کیا تھا؟ آپ بولے وہ میرا اندر تھا

تب حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر ایک جہاں چھپا ہوا ہے تمہیں اس کی خبر ہی نہیں۔ ہر شخص کے اندر یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ لیکن جب علم نہیں ہوتا تو یہ چیزیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ اس نسل کے انڈے ہیں گندے۔ جب یہ گندے ہو گئے پھر ہزار اللہ ھو، کہو پھر بھی وہ چیز نہیں بنتی۔ یہ چیز جوانی میں ملتی ہے۔ جب بچہ نیکی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ نماز، روزہ کرتا ہے ذکر کی محفلوں میں جاتا ہے۔ گھر والے، دوست سب ہی یہ کہتے ہیں کہ یہ بڈھوں کا کام ہے تو ابھی جوان ہے۔ جب داڑھی رکھتا ہے ذکر کی محفلوں میں جاتا ہے گھر والے ضرور کہتے ہیں کہ تو ابھی جوان ہے یہ تو بڈھے لوگوں کا کام ہے۔ پھر اس میں بھی یہ بات پیدا ہو جاتی ہے کہ میں ابھی جوان ہوں۔ شادی ہو گئی، بچے ہو گئے میں ابھی جوان ہوں۔ پھر بال سفید ہوں گے تو سب سے پہلے بیوی کہے گی کہ تیرے بال سفید ہو گئے۔ وہ کہے گا کہ نزلے سے ہو گئے ویسے تو میں جوان ہوں۔ ادھر فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ جب کوئی چالیس سال کا ہو جائے تو اس کے اعمال کی کتاب میرے پاس لے آنا۔ تاکہ میں اس کو نوازوں اب فرشتے اس کی کتاب لے کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے تو اس میں لکھا ہوتا ہے کہ میں تو ابھی جوان ہوں۔ اب تو دینے کا وقت تھا اور اس نے کچھ نہیں کیا۔ اس لائن میں چالیس سال سے پہلے جو لوگ لگتے ہیں وہ دل کو تسبیح بنا لیتے ہیں۔ یہ یہ خاص لائن ہے۔

### در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری وقت پیری گرگ ظالمے شود پرہیزگار

جوانی میں دل کی دھڑکن کو وہ ٹک ٹک محسوس ہوتی ہے۔ وہ مادہ زندہ ہوتا ہے۔ وہ اسکے ساتھ اللہ اللہ میں لگ جاتا ہے۔ لیکن چالیس سال کے بعد کوئی خوش نصیب ایسا ہوگا جس کی یہ چیز زندہ ہوگی۔ ورنہ چالیس سال کے بعد وہ دل تسبیح نہیں بنتا۔ پھر وہ پتھر کی تسبیح لے کر بیٹھ جاتا ہے۔ چالیس سال کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس کی کتاب پھر لانا جب یہ ساٹھ سال کا ہو جائے۔ چالیس سال تک راہ خاص اور ساٹھ سال تک راہ عام ہوتی ہے۔ اگر ساٹھ سال تک بھی کچھ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے بیزار اور حضور پاک ﷺ اس کو امت سے خارج کر دیتے ہیں۔

اب ہمیں دین کی طلب ہوتی ہے تو ہم دھڑا دھڑ نمازیں پڑھتے ہیں۔ لیکن سب سے پہلے ہمیں اپنی نمازیں درست کرنی چاہئیں نماز میں تین شرائط ضروری ہیں۔ (1) زبان اقرار کرے (2) دل تصدیق کرے (3) جسم عمل کرے۔

قل هو اللہ کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ سے کہا تھا کہہ دو کہ اللہ ایک ہے۔ حضور پاک ﷺ نے مسلمانوں کو کہا اللہ ایک ہے۔ انہوں نے آمین کہا۔ اب ہم نماز پڑھتے ہیں۔ قل هو اللہ کس کو کہتے ہیں۔ ہم جو آہستہ آہستہ قل هو اللہ کہتے ہیں۔ ہم اپنے دل کو کہتے ہیں۔ کہہ اللہ ایک ہے وہ آگے سے جواب دیتا ہے کہ گھروچ آنا کوئی نہیں۔ اللہ الصمد، بیوی بیمار ہے، لم یلد ڈیوٹی سے لیٹ ہو گیا۔ یعنی اس کے دل نے تصدیق ہی نہیں کی۔ اس کو مانا ہی نہیں۔ ایسی نماز قبول نہیں چاہے ساری عمر پڑھتے رہیں۔ اس کو نماز صورت کہتے ہیں۔ مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ عام لوگوں کی نماز، نماز صورت ہے۔ حقیقت کی تلاش میں نکلوجب تک نماز حقیقت نہ ملے نماز صورت کو نہ چھوڑو۔

اب وہ نماز حقیقت کیا ہے؟ قرآن مجید فرماتا ہے۔

فویل للمصلین ۵ الزین ہم عن صلاتہم ساہون ۵ الزین ہم یراؤن ۵  
ترجمہ: پس خرابی ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز (حقیقت) سے غافل ہیں۔ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔ (سورۃ الماعون آیت 6-5-4)

اس کا مطلب نماز بھی ہے اور تباہی بھی۔ تباہی کیسے ہے۔ پانچ وقت نماز پڑھی لوگوں نے کہ نمازی ہے۔ رب فرماتا ہے نہ میں عملوں کو دیکھتا ہوں۔ اور نہ شکلوں کو دیکھتا ہوں۔ میں نیتوں اور قلوب کو دیکھتا ہوں۔ جس کو رب دیکھتا ہے۔ اس میں آٹا، بیوی، بچے اور کاروبار ہے۔ جس کو دنیا دیکھتی ہے اس میں ہم اٹینشن (Attention) کھڑے ہیں۔ یہ نماز رب کیلئے تھی لیکن دل میں اب رب کا نام و نشان ہی نہیں ہے۔ اس میں تو دنیا ہے سو یہ نماز دکھاوا ہوئی، تو تباہی کیسے ہے؟ پانچ وقت کی نماز پڑھی لوگوں نے کہا بڑا اچھا آدمی ہے۔ پانچ وقت کا نمازی ہے تو اس کے دل میں تکبر پیدا ہو گیا۔ پھر لوگوں نے کہا بڑا تہجد گزار ہے اور عورت کی تو اور تکبر پیدا ہو گیا۔ بے نمازی کو بڑی حقارت سے دیکھا کہ یہ بے نمازی ہے میں اس سے اچھا ہوں کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ اب یہ پتہ نہیں کہ یہ تکبر عزائمیل (شیطان) کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائیگا۔“

جب تم اپنی دھڑکنوں کو اللہ اللہ میں لگا لو گے۔ تم کام کاج کرو گے دل کہے گا اللہ اللہ۔ نماز پڑھو گے دل کہے گا اللہ اللہ۔ زبان کہے گی قل هو اللہ احد دل کہے گا اللہ اللہ یعنی اللہ ایک ہے۔ زبان کہے گی اللہ الصمد دل کہے گا اللہ اللہ زبان اقرار، دل تصدیق اور جسم عمل کرے گا اس وقت بھی لوگ کہیں گے کہ بڑا اچھا آدمی ہے۔ پانچ وقت کا نمازی ہے۔ اس وقت بھی تکبر آیا۔ جب دل میں آیا تو اس وقت دھرکن اللہ اللہ نے اس کو نکال دیا۔ اس کا سینہ تکبر سے محفوظ رہا۔

اب نماز مومن کی معراج کیسے بنے گی؟ جس طرح اوپر بیت المعمور ہے اسی طرح تمہارا یہ خانہ کعبہ ہے جس طرح اوپر عرش معلیٰ ہے اسی طرح تمہارا یہ دل ہے۔ جب بی بی سی والے بولتے ہیں تو ہم یہاں سنتے ہیں۔ جب دل یہاں ہلتا ہے تو عرش والے سنتے ہیں۔ اس کا تار عرش معلیٰ سے ملا ہوا ہے اور یہ دل ہماری نماز کو عرش معلیٰ تک بھیجے گا تو یہ نماز مومن کی معراج ہے۔ یہ نماز حقیقت ہے ہم کہتے ہیں جب تم نماز پڑھتے ہو۔ سب کچھ کرتے ہو تو نماز حقیقت کی طرف جاؤ۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سارے دن میں نماز پڑھتے ہیں۔ اگر ساری زندگی ہی میں دو رکعتیں نماز حقیقت مل جائے تو پھر بھی کچھ بخشش کی امید ہے۔ ان نمازوں کا کیا ہے۔ یہ تو سب ہی پڑھ لیتے ہیں۔ کئی ہندو اور سکھ آئے اور تمہاری امامت کر کے چلے گئے۔ اگر یہ ہی نماز میں بخشش کا ذریعہ ہیں تو پھر وہ بھی بخشے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کے لئے رب نے ہمارے اندر ٹیلی فون لگا رکھا ہے۔ اگر بات کرنا چاہو تو صاف کر لینا۔  
حدیث شریف میں ہے:

من صلی رکعتین لم یحدث نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه  
ترجمہ: جس نے دو رکعت ادا کی ان میں دنیا کی کوئی بات دل میں نہ لایا کہ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے گئے۔

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## اعمال، ایمان، عشق

پہلے اعمال ہیں، پھر اس کے بعد ایمان ہے۔ اعمال اور چیزیں ایمان اور چیز ہے۔ بس دل کے ساتھ جو اعمال ہوں گے وہی اعمال صالح ہیں اور اس کے بغیر جو اعمال ہیں وہ رسم، ریاء اور لالچ جنت سے متعلقہ ہیں۔ ایمان کے بعد پھر عشق ہے، پھر جب عشق آتا ہے تو اس میں ایمان بھی آجاتا ہے اور اعمال بھی۔ عام لوگوں کا اعمال سے، مومنوں کا ایمان سے اور ولیوں کا عشق سے تعلق ہے۔ عشق کا درجہ اعمال اور ایمان سے آگے ہے۔ تب ہی تو سلطان باہو فرماتے ہیں۔

۔ جس منزل نون عشق پہنچاوے ایمان نون خبر نہ کوئی ہو

بعض ولیوں کی باتیں ایسی ہوتی ہیں اگر آدمی پوچھے نہیں تو پریشان ہو جاتا ہے۔ سلطان باہو نے ایک جگہ فرمایا جس دم بڑی اچھی چیز ہے۔ سالک کو جس دم کرنا چاہیے۔ دوسری جگہ فرمایا کہ جس دم بے کار ہے۔ ایک آدمی متنفر ہو جاتا ہے کہ دو باتیں کیوں کرتے ہیں لیکن جس دم اس وقت صحیح ہے جب سالک مبتدی ہو اس کے دل کی دھڑکن ابھارنے کے لئے جس دم درست ہے۔ جب سالک منتہی ہو جائے اس کے لئے جس دم بے کار ہو جاتا ہے۔ منتہی سے مراد وہ سالک ہے جس کا قلب جاری ہو جائے اور اس کے دل کی دھڑکن میں اللہ اللہ شروع ہو جائے۔

ذاکرین کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ کوئی نظر سے چلتا ہے، کوئی قلب سے، کوئی کسب سے۔ وہ جو نظر والے ہوتے ہیں ان کو شروع میں نظر سے چلایا جاتا ہے اسمیں ان کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا پھر جب نظر ہٹالی جاتی ہے کہ اب یہ خود چلیں کسب کے ذریعے۔ جب تک نظر تھی ان کا ہر وقت سلسلہ جاری رہا، جب نظر ہٹی اب وہ کسب کے ذریعے چل رہے ہیں۔ مزہ تو تب ہی ہے جب کسب کے ذریعے وہاں تک پہنچے۔

نوافل کا مطلب یہ ہے کہ جو اضافی نمازیں ہیں وہ اضافی چیز جیسے نفلی روزہ، جو روزے رمضان کے علاوہ رکھیں گے وہ نفلی کہلائیں گے۔ اسی طرح آپ کی جو عبادت ہے وہ پانچ ہزار کا ذکر ہے اس سے جو زیادہ کریں گے وہ نوافل کہلائیں گے۔ اب یہ ذکر ایسا ہے کہ جیسے آپ اضافی نمازیں پڑھیں گے وہ نوافل کہلائیں گے۔ لیکن نماز تو ہر وقت نہیں پڑھ سکتے نا! سوتے میں نہیں پڑھ سکتے۔ لیکن یہ جو ذکر ہے یہ سوتے میں بھی کر سکتے ہیں، ہر وقت کر سکتے ہیں۔ عبادت تو وہ ہے جو ہر وقت ہو، یہ پانچ ہزار کے علاوہ ہے۔ وہ تمہارے لئے اضافی ہے۔ پانچ ہزار تم پر فرض ہے، اس کے بعد نوافل ہیں۔ علماء نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ آدمی بس نماز کے نوافل پڑھتا رہے۔ علماء نے ہم سب کو الجھاد یا قرآن پاک میں ہے۔

فاذا قضیتہ الصلوٰۃ فاذا ذکر اللہ قیاماً وعوداً علی جنوبکم ۰

ترجمہ: پس جب تم اپنی نمازوں سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے، بیٹھے حتیٰ کہ کروٹوں کے بل بھی۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 103)

شروع شروع میں ایک عالم نے بتایا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جب تم نماز پوری پڑھ لو تو اس کے بعد ذکر میں مشغول ہو جاؤ، اب ذکر کونسا ہو؟ مسجد سے باہر نکلو تو یہ دعا پڑھ لو، جب اٹھو تو یہ دعا پڑھ لو۔ اس عالم نے یہ کہا اور ہر وقت کے ذکر کو مانا ہی نہیں۔ دوسرے عالم سے اس آیت کا مطلب پوچھا اس نے کہا

کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جب تمہاری کوئی نماز قضا ہو جائے تو ذکر کرو اس نے کہا، ہم نمازیں قضا کرتے اور نہ ذکر میں جاتے ہیں۔ تو اس طرح انہوں نے معنی میں تبدیلی کر دی ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں ایک آیت اتری ہے کہ

فَسئَلُوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون ۵ (القرآن)

ترجمہ: جب تم کسی معاملے میں پریشان ہو جاؤ تو ذکر کرنے والوں سے پوچھ لینا۔ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر 7)

کیونکہ ذکر اسی کو عطا ہوتا ہے جس کو رب چاہتا ہے۔ ذکر رب کی مرضی کے بغیر عطا نہیں ہوتا۔ باقی علوم ہر مکتب کا آدمی سیکھ سکتا ہے۔ لیکن یہ ذکر ہر کسی کے لئے نہیں۔ جسے اللہ چاہتا ہے عطا ہوتا ہے۔

### ظاہری مرشد:

اگر تمہارا ظاہری مرشد ہوتا تو تم کو اتنا فیض نہیں ہوتا۔ ہم بھی تمہیں ظاہری تسبیحوں اور ورد و وظائف میں لگاتے۔ یہ باطنی مرشدوں کا کمال ہے کہ آج جیسا بھی ہے اس کا قلب چل پڑتا ہے۔ ہمیں جو فیض ہوا وہ ”بری امام سرکار“ سے ہوا۔ انہوں نے ”پھر داتا صاحب“ اور انہوں نے پھر ”سلطان باھو“ کے پاس بھیجا۔ سلطان باھو نے پھر قلندر پاک کے پاس بھیجا۔۔۔۔۔ ادھر سے بھی فیض ہوتا رہا۔ لیکن جب ہم قلندر پاک کے پاس تھے اس وقت تک ہمیں کسی نے بیعت نہیں کیا تھا۔ تم نے تریاق قلب میں پڑھا ہو گا کہ

۔ مرشد بھی اب تک سامنے آیا نہیں

ان لوگوں سے فیض ملتا رہا لیکن کسی نے بیعت نہیں کیا تھا۔ اس وقت یہی دل میں تمننا تھی کہ کوئی بیعت تو کرے۔ یہ اسی طرح فیض پہنچا رہے ہیں۔ پھر قلندر پاک نے حضور پاک ﷺ کے حوالے کیا تو حضور ﷺ نے ہمیں بیعت کیا ہے۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ ﷺ حیات النبی ہیں۔ اگر آپ ﷺ حیات النبی ہیں تو ہمارے لئے باعث شرم ہے کہ ہم نہیں اور جا کر بیعت ہوں۔ ہم نے مانا کہ بیعت کے بغیر فیض نہیں ہوتا اگر فیض ہوتا ہے تو پھر بیعت ہو چکی ہوگی۔

ایک سلسلہ اویسیہ ہوتا ہے۔ یہ کبھی کبھی آتا ہے۔ یہ حضرت اویس قرنیؓ سے چلا آ رہا ہے، جبکہ وہ حضور پاک ﷺ سے ملے بھی نہیں ہیں۔ لیکن ان کو باطن کا فیض ہے۔ حضور پاک ﷺ سے جب باطنی فیض تھا تو ان کا مرشد کون تھا؟ حضور پاک ﷺ ہی تھے۔ باطنی فیض بڑا زبردست ہوتا ہے۔ اور کسی صحابی نے اپنے دانت نہیں توڑے مگر اویس قرنیؓ نے توڑ دیئے تھے کیونکہ باطنی فیض عشق میں روحوں اور قلوبوں کو تڑپا دیتا ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر حواریؓ جن کو باطن میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بیعت کیا اور حضرت بایزید بسطامیؒ کو باطن میں حضرت امام جعفر صادقؓ نے بیعت کیا اور اس کے بعد امام غزالیؒ کو باطن میں حضرت بایزید بسطامیؒ نے بیعت کیا۔

سخی سلطان باھوؒ کو پچکن سے ہی مختلف اولیاء سے فیض ہوتا رہا بعد میں والدہ کے اصرار پر حضرت عبدالرحمنؒ سے بیعت ہوئے مگر آخر میں حضور پاک ﷺ نے بیعت کر لیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ

دست بیعت کردمار امصطفیٰ ﷺ

اب فقیر نور محمد سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ میں جن کو سلطان باہو نے باطنی بیعت کیا۔ پھر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ان کے لئے ہے جب ان کے لئے ہے تو سب کیلئے ہے اور ان کیلئے نہیں تو کسی کیلئے نہیں۔ یہ سلسلہ اولیہ ہوتا ہے۔ اس میں کسی ظاہری مرشد کی ضرورت نہیں ہوتی یہ بلا واسطہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل تک پہنچاتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی اسی سلسلے سے ہوں گے۔

حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت اللہ اللہ میں رہتے تھے۔ انہوں نے شادی کر لی اور دو تین دن شادی میں مصروف رہے۔ ان کے دور میں ایک بزرگ اور تھے، انکے دوست اور ہم پلہ بھی تھے۔ جب وہ دربار رسالت میں گئے وہاں ان سے پوچھا گیا کہ بہاؤ الدین زندہ ہے کہ مر گیا؟ کیونکہ اسکی آواز پہلے یہاں گونجا کرتی تھی۔ انہوں نے آکر بہاؤ الدین نقشبند سے پوچھا کہ مجھے دربار رسالت میں ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔ آپ رو دیئے اور بتایا کہ مجھے تین دن ہوئے ذکر سے محروم ہو گیا۔ انہوں نے کہا شاید وہ مر گیا۔ اسی وقت انہوں نے بیوی کو حق مہر دے کر طلاق دے دی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ادھر ذکر چھوڑا تو رب کی طرف سے پوچھ ہوئی کہ وہ بندہ کدھر گیا۔

ذکر فکر کی راہ میں چلتے ہوئے ایک اسٹیج ایسا بھی آتا ہے کہ جب ذکر پختہ ہو جاتا ہے تو پھر بند نہیں ہوتا۔ بس یہ قسمت ہوتی ہے کہ اللہ کسی کا ذکر بہتر ہزار کر دے یا کسی کا سو الاکھ تک کر دیتا ہے اور جو سو الاکھ کا ذکر ہے اس کا ذکر کبھی بند نہیں ہوتا اور جو بہتر ہزار کا ذکر ہے اس کا ذکر بند بھی ہوتا رہتا ہے۔ اب تم سوچتے ہو کہ کیا وجہ ہے کہ میرا ذکر بہتر ہزار پر روک دیا سو الاکھ نہیں کیا جبکہ میرا قلب بھی زندہ ہے۔ چونکہ سو الاکھ میں اس کا درجہ آگے چلا جاتا ہے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی دینا چاہے۔ اس لائن میں چلنے والوں کو اللہ تعالیٰ آزما تا بھی ہے اور اس کو پکا کرتا ہے۔ عشق کی جھٹی میں ڈالتا ہے اور اس کو تکلیفیں دیتا ہے پھر اس کو پاس بنا کر دنیا میں بھیج دیتا ہے۔ پھر دنیا اس کو بجا بجا کر دیکھتی ہے۔

### ذکر کی قسمیں:

ذکر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ایک قسم پاس انفاس ہے، جس میں سانس اندر لیا تو کہا ”اللہ“ باہر نکالا تو ”ہو“ پڑھتے ہیں۔ اس میں اگر کامیاب ہو بھی گئے اور چوبیس گھنٹے کرنے لگ گئے تو چوبیس گھنٹے میں چوبیس ہزار سانس آتے ہیں اور پاس انفاس کی وجہ سے اس کا ہر سانس تیز ہو جاتا ہے تو آپ چوبیس ہزار سے پچیس ہزار تک ذکر پاس انفاس کر سکتے ہیں۔

2۔ دوسرا ہے ذکر جہر وہ آپ کام کاج میں تو نہیں کر سکتے، سوتے میں بھی نہیں کر سکتے۔ صرف مخصوص وقت میں تھوڑی دیر کے لئے کر سکتے ہیں۔ اس میں ذکر بلند آواز سے کیا جاتا ہے۔

3۔ تیسرا ہے ذکر خفی۔ وہ یہ ہے کہ آپ دھیان دیں گے تو ہوگا اور دھیان آگے پیچھے ہوگا تو ذکر نہیں ہوگا۔

4۔ چوتھا ذکر جس دم کا ہے۔ وہ سانس روک کر کرتے ہیں وہ بھی دھیان دیں گے تو ہوگا ورنہ وہ بھی بند ہو جائے گا۔ ایک ذکر تسبیح کا ہے جو آپ تسبیح سے کریں گے۔ لیکن تسبیح رکھ دی تو ذکر ختم، اگر آپ کام کاج کر رہے ہیں تو تسبیح کا ذکر ختم ہو جائے گا۔

یہ تمام اذکار عمل میں ہیں۔ ان سب میں فضیلت ذکر پاس انفاس کو ہے۔ یہ سب ایسے عمل ہیں اگر آپ کو کہا جائے تو آپ یہ ذکر کر لیں گے یہ آپ کے اختیار میں ہیں۔ لیکن ایک ذکر ایسا بھی ہوتا ہے اگر آپ کو کہا جائے تو آپ نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ وہ عمل نہیں ہے بلکہ وہ رب کی عطا ہے۔ اسی ذکر کے لئے جگہ جگہ جانا پڑتا ہے۔ اگر آدمی سارے کام خود کر سکتا ہے تو کیا ضرورت ہے جگہ جگہ جانے کی؟ اگر آپ نماز خود پڑھ سکتے ہیں تو بغیر پیر و مرشد کے بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لوگ تہجد تک بھی ادا کرتے ہیں۔ وہ ذکر پھر کون سا ہے؟ اگر میں کہوں گے کہ آپ اپنے دل کی دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ ملا لیں، آپ نہیں گے کہ بڑا ہی مشکل ہے۔ یہ عمل نہیں ہے بلکہ یہ رب کی عطا ہے، رب چاہے گا تو یہ ذکر ملے گا اور نہ کسی صورت میں بندہ دل کی دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ نہیں کر سکتا۔

جب یہ ذکر دل کی دھڑکن کے ساتھ ملے گا تو سانس کھتی ہے کہ انسانی دل ایک گھنٹہ میں چھ ہزار مرتبہ تک دھڑک سکتا ہے۔ جب اس میں اللہ اللہ مل جائے گی تو ایک گھنٹہ میں چھ ہزار مرتبہ اللہ اللہ کر لیا۔ اسی طرح چوبیس گھنٹہ میں آدمی سو الاکھ کے ذکر سے بھی بڑھ جائے گا۔ اب اس ذکر کے مقابلے میں پاس انفاس کا ذکر کیا ہے۔ وہ چوبیس گھنٹے میں پچیس ہزار کی تعداد ہے اور یہ سو الاکھ سے بھی آگے ہو جاتا ہے۔ وہ ذکر انفاس تمہارے پھیپھڑوں صفائی کرے گا اور عبادت کے مرتبہ تک پہنچائے گا، لیکن یہ ذکر قلبی روحانیت کا مرتبہ عطا کرتا ہے جب یہ تمہارے دل کی دھڑکن میں مل جائے گا تو دھڑکن کا کام ہے خون کو دھکیلنا، یہ دل سے خون دھکیل کر پورے جسم میں پہنچا دیتی ہے۔ اب دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ مل گئی اور اس طرح ذکر نس نس میں پہنچ گیا تو اس وقت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک بار اللہ کہے گا تو تجھے ساڑھے تین کروڑ اللہ کا ثواب ملے گا، وہ کیسے؟ فرماتے ہیں کہ تیرے جسم میں ساڑھے تین کروڑ نس ہیں۔ دل نے ایک دفعہ کہا اللہ ساڑھے تین کروڑ نس حرکت میں آئیں اور اللہ اللہ وہاں بھی گونجی۔ پھر سخی سلطان باہو فرماتے ہیں کہ تجھے بہتر ہزار ظاہری قرآن پڑھنے کا ثواب اور بھی ملے گا وہ کیسے؟ تیرے جسم میں بہتر ہزار مسام ہیں۔ دل ایک دفعہ کہے گا اللہ مساموں سے بھی آواز باہر آئے گی۔ ایک دفعہ ذکر قلبی کرنے سے اتنا بڑا ثواب، جبکہ ایک گھنٹہ میں چھ ہزار اور چوبیس میں سو الاکھ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ تب علامہ اقبال نے فرمایا!

”خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے“

یہ ہے ذکر قلبی۔ اب کہیں سے بھی تم کو عطا ہو جائے کسی ولی سے ہو جائے کسی درویش سے مل جائے تمہیں تو یہ چیز چاہیے۔ یہ ذکر ایسا ہے کہ باقی ذکر کرو تورات کو سوتے میں بند ہو جائیں گے لیکن یہ ذکر قلبی ایسا ہے کہ رات سوتے میں بھی بند نہیں ہوگا اور اگر تم نے یہ چاہا کہ میں اسے بند کروں لیکن وہ تو ٹک ٹک کے ساتھ مل گیا ہے دھڑکن تو بند نہیں ہو سکتی، یہ ایسا ذکر ہے۔

اب عبادت کا مطلب ہے نفس کو پاک اور قلب کو صاف کرنا، یہی اس کا مقصد ہے۔ اب ظاہری عبادت سے تم نہ نفس پاک کر سکتے ہو اور نہ قلب صاف کر سکتے ہو۔ چاہے ساری عمر لگے رہو بے کار ہے۔ لیکن جب ذکر قلبی نس نس میں جائے گا تو تمہارا نفس جو مقام ناف میں ہے اس کو ہوا کے ذریعے غذا ملتی ہے اور ہم انجان کھاتے ہیں اس کے ذریعے اسے ناری غذا ملتی ہے۔ اب جب اس کو ناری غذا پہنچتی ہے تو تمہاری نس نس کی اللہ اللہ اس ناری غذا کو جلا دیتی ہے۔ جب ناری غذا جل جاتی ہے تو وہ بھوکا رہتا ہے۔ یہ ایک مخلوق ہے اس کی کتے کی طرح شکل ہوتی ہے پھر یہ دوسری مخلوق یعنی قلب کو کہتا ہے کہ میں مر رہا ہوں مجھے غذا دو۔ وہ اس کو تھوڑا سا نور دیتے ہیں اور اس نے موت سے بچنے کے لئے نور حاصل کیا دوسرے دن پھر کہتا ہے تھوڑی اور غذا دو وہ پھر اسے نور دیتے ہیں۔ تیسرے دن پھر کہتا ہے تھوڑی اور غذا دو وہ پھر اسے نور دیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں پہلے کلمہ پڑھ پھر غذا دیں گے اب وہ مرنے سے بچنے کے لئے کلمہ پڑھتا گیا۔ اب کہتے ہیں کہ کلمہ پڑھتا رہا اسی کا نور تیری غذا بنتا رہے گا۔ اب وہ زندہ رہنے کے لئے کلمہ پڑھتا رہتا ہے۔ بعض ذکر کہتے ہیں کہ ہمیں مقام ناف سے بھی کلمہ پڑھنے کی آواز آتی ہے۔ اس کی وجہ ہے کہ نفس مجبوری سے کلمہ پڑھ رہا ہے، ابھی مسلمان نہیں ہوا لیکن کلمہ کی تاثیر سے کچھ دنوں میں کیا ہوتا ہے

کہ وہ کالے سے سفید ہو جاتا ہے پھر بیل یا اونٹ کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ بکرے کی صورت میں آتا ہے۔ بکرے کے بعد وہ تمہاری شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر حضور پاک ﷺ کی محفل میں لے جایا جاتا ہے۔ اس وقت حاضرین اور حضور پاک ﷺ عیش کرتے ہیں کہ ایک نکتے کو پاک و صاف کر کے انسان بنا کر لایا ہے۔ آفرین ہے ایسے مرشد پر جس نے نکتے کو انسان بنا دیا۔

## ذکر قلبی کی اجازت:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ھو کا ذکر جلا دیتا ہے اور کچھ لوگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ وہ اللہ ھو کا ذکر کرتے ہیں کچھ کہتے ہیں کہ جلا دیتا ہے، پاگل کر دیتا ہے لیکن بہت سے لوگ اللہ ھو کا ذکر کر رہے ہیں انہیں کچھ نہیں ہوتا؟ آخر راز کیا ہے؟ کبھی سوچا!

یہ ہے ذکر قلبی، اسے بغیر اجازت کے نہیں کیا جاسکتا۔ آپ سارے اسماء کا ذکر بغیر اجازت کے کر سکتے ہیں لیکن اسم اللہ ذات کا ذکر بغیر اجازت کے نہیں کر سکتے۔ آپ تہجد کی نماز پڑھ رہے ہیں لیکن شیطان ایک طرف کونے میں کھڑا نہیں رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے اس کا دل تو میرے ہاتھ میں ہے۔ جب چاہوں گا موڑ دوں گا۔ اور ایک دن آپ کو شکایت ہوئی کہ میں پیچھا نہ نمازی تھا، تہجد گزار تھا مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے اب فرض نماز بھی نہیں پڑھ سکتا۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ شیطان نے تمہارا دل موڑ دیا ہے لیکن جب تم دل کی عبادت کرنے لگو گے تو تم چاہو گے کہ یہ اللہ ھو کا ذکر تمہارے دل میں چلا جائے۔ اب شیطان سوچتا ہے کہ اللہ ھو کا ذکر اس کے دل میں چلا گیا تو میرا ہاتھ کدھر پڑے گا کیونکہ نور سے شیطان جلتا ہے۔ اس کے پاس ہندو فوج ہے ان کو حکم دیتا ہے جاؤ اس کو برباد کرو، تباہ کرو، کچھ بھی کرو لیکن اللہ ھو نہ کرنے دو تاکہ اللہ ھو اس کے اندر نہ جائے۔ سب سے پہلے وہ شیطان تمہارے گھروں میں گھسے گا اور تمہارے گھر والے یہ سنیں گے کہ یہ اللہ ھو کا ذکر کرتا ہے تو وہ تمہارے خلاف ہو جائیں گے، ڈرائیں گے اور جب شیطان اس میں کامیاب نہ ہو تو یہ شیطان پھر کسی مولوی میں گھس جائے گا پھر وہ مولوی تمہیں ڈرائے گا کہ اللہ ھو میں لگ گئے تو تباہ ہو جاؤ گے جب اس پر بھی باز نہ آئے تو شیطان کی فوج تمہارے کاروبار خراب کرے گی۔ اس پر بھی باز نہ آئے تو پھر وہ تم کو پاگل کر جائیں گے۔ لوگ کہیں گے کہ یہ اللہ ھو کرتا تھا پاگل ہو گیا لیکن اگر آپ نے ذکر قلبی کی باقاعدہ اجازت کسی کامل سے حاصل کی ہے تو جہاں سے آپ کو ذکر عطا ہو گا ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک رحمانی فوج عطا ہوگی۔ شیطان فوج جب تم پر حملہ کرے گی تو رحمانی فوج اس پر ٹوٹ پڑے گی وہ آپس میں مقابلہ کرتے رہیں گے اور آپ اللہ ھو میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس طرح اگر کوئی شخص اجازت میں کمزور ہو تو وہ اللہ ھو میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اب یہ ذکر ہر کسی کو عطا نہیں ہوتا۔ پہلے حضور پاک ﷺ کو عطا ہوا پھر نواسحابؓ کو پھر بارہ اماموں کو عطا ہوا، پھر غوث پاکؒ کو عطا ہوا، اب قلب کی گنجی غوث پاکؒ کے پاس ہے۔ آپ کو ذکر قلب خواہ خوب کے ذریعے مل جائے یہی سمجھیں کہ غوث پاکؒ کی جانب سے عطا ہوا ہے۔ یہ اسم اس وقت غوث پاکؒ کے پاس ہے جب تک امام مہدیؑ نہیں آجاتے۔ اور جس کو ذکر قلب عطا ہوتا ہے وہ شخص حضور غوث پاکؒ کے داخلی مریدوں میں ہو جاتا ہے۔ یہ اس شخص کو نہیں عطا ہوتا جو غوث پاکؒ کو نہیں مانتا جس کی حرام مال سے پرورش ہوئی ہو یا دیوبندی ہو۔ اور گستاخان رسولؐ بھی اس سے محروم رہتے ہیں۔ یہ انہیں ملتا ہے جو حضور پاک ﷺ سے محبت رکھنے والے ہیں۔

بہر حال یہ ذکر کر کے دیکھو اس سے تمہارا سینہ کھل جائے گا اگر اللہ نے چاہا اور سلسلہ حسیل پڑا تو سمجھنا کہ رب مہربان ہو گیا ہے ورنہ کوئی اور طریقہ ڈھونڈ لینا۔ لیکن طریقہ یہی ہے کہ دل کی دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ مل جائے۔ بس ذکر میں اسی کو فضیلت ہے آدھی رات کے بعد آسمان سے فرشتوں کی ایک خاص جماعت آتی ہے اور کراما کا تین سے ہر شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ رات کو سوتے وقت اس کا آخری عمل کیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ بھوکے کو کھانا کھلا کر سویا تھا وہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ اس کو خوش رکھے۔ دوسرے کے متعلق پوچھتے ہیں یہ کیا کر کے سویا تھا وہ جواب دیتے ہیں کہ عشاء کی نماز پڑھ کر سویا تھا فرشتے کہتے ہیں اللہ اسے بھی خوش رکھے۔ تیسرے شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں یہ کیا کر کے سویا تھا وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت الکرسی پڑھ کر سویا تھا فرشتے کہتے ہیں کہ آیت الکرسی کی لاج رکھنا اور اسکی حفاظت کرنا۔ پھر چوتھے شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں یہ کیا کر کے سویا تھا؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ ہو، اللہ ہو پڑھتے اسی کے تصور میں سو گیا تھا فرشتے کہتے ہیں کہ شاید اسی کی یاد میں آنکھ لگ گئی ہو، آہستہ بات کرو۔

یہ فضیلت ہے ان لوگوں کی جو دل سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم تو بس یہی کہتے ہیں کہ اپنے دل میں اللہ اللہ بسالو۔ باقی کام کاج بھی کرو، نماز بھی پڑھو، سب کچھ کرو لیکن یہ جو تمہارے دل کی دھڑکنیں خالی جا رہی ہیں اس میں بھی اللہ بسالو تو حرج کیا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کی زبان پر مرتے وقت کلمہ طیبہ ہوگا وہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوگا۔ لیکن آپ نے دیکھا ہوگا کہ زیادہ تر مرنے سے پہلے زبان بند ہو جاتی ہے، کلمہ کیسے پڑھے گا کوئی لاکھوں میں ایک آدھ ہوتا ہے جو کلمہ پڑھتے پڑھتے اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اکثر کی زبان بند ہو جاتی ہے لیکن وہ لوگ جن کے دل کی دھڑکنیں اللہ اللہ کر رہی تھیں، مر بھی رہے تھے اور کلمہ بھی پڑھ رہے تھے۔ حتیٰ کہ مر بھی گئے اور ڈیڑھ بیکنڈ تک اللہ اللہ کرتے رہے۔ جبکہ دل کی زبان کو ظاہری زبان سے سترگنا فضیلت ہے۔ سلطان باہو فرماتے ہیں کہ تو ساری عمر لگا رہے مگر مرنے سے تھوڑی دیر قبل اسم ذات نصیب ہو جائے تو خوش نصیب ہے۔ جائے گا تو ایمان کے ساتھ جائے گا۔ اسی لئے غوث پاک شیخ فرما کہ میرا میرا ایمان کے بغیر نہیں جائیگا۔ آپ نے ستر دفعہ اللہ سے وعدہ لیا اور آپ نے فرمایا کہ ”میرا میرا یہی ہوگا جو ذاکر ہوگا اور فرمایا میں ذاکر اسی کو مانتا ہوں جس کا دل اللہ اللہ کرے اور وہی میرا میرا ہے جسے کوئی خوف و ڈر نہیں۔“ (مزید تفصیل کتاب ”عجاز غوثیہ“ میں منقول ہے۔)

جب اسم اللہ ذات سے آپ کا ذکر چل جائے تو آپ کے ورد و وظائف میں خود ہی کمی آجائے گی۔ اس کے علاوہ جب آپ کو اللہ اللہ کی لذت آرہی ہے اور آپ ورد و وظائف میں لگ جائیں تو ذکر میں کمی ہو جائے گی، آپ اسے خود بخود محسوس کر لیں گے۔ اس لئے اسم اللہ ذات مل جائے تو سب ورد و وظائف چھوڑ دو، اگر اسم ذات نہ ملے تو ورد و وظائف جاری ہی ہیں۔ اگر ذکر قلبی مل جائے تو اس طرح ورد و وظائف کی ضرورت نہیں پڑتی، کیونکہ قلب کا درجہ زبان سے ستر گنا زیادہ ہے۔ آپ ستر گھنٹے وظیفہ پڑھتے رہیں، لیکن آپ ایک گھنٹہ دل سے اللہ اللہ کر لیں ستر گھنٹے ورد و وظائف سے بھی اس کو فضیلت حاصل ہے۔ زبانی عبادات میں سب سے افضل درود شریف ہے۔ لیکن جب ذکر عطا ہو جاتا ہے تو درود شریف اس کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ صحابہ اکرام فرماتے ہیں جب ہمیں کوئی مصیبت آتی تو ہم درود شریف پڑھتے۔ باقی وقت وہ کیا کرتے تھے، بس ہر وقت اللہ اللہ کرتے تھے۔ اب لوگ کہتے ہیں، ہم تو وہ کام کرتے ہیں جو اللہ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں کریں گے۔ وہ کیا کہتے ہیں؟ ہم درود شریف پڑھتے ہیں، اللہ بھی پڑھتا ہے لیکن درود شریف کا فائدہ تو اس وقت ہوگا جب تمہارے دل میں اترے گا۔ اس لئے دل کی صفائی کے لئے پہلے تمہیں ذکر قلبی کرنا پڑے گا۔

**خانہ کعبہ:**

بعض ولی ہوتے ہیں کہ کسی کے دل میں خانہ کعبہ بس جاتا ہے۔ کسی کے دل میں اسم ذات کسی کے دل میں حضور پاک ﷺ کا روضہ بس جاتا ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مجدد الف ثانیؒ نے دیکھا کہ باطنی مخلوقات جنات وغیرہ انہیں سجدہ کر رہے ہیں، پریشان ہوئے کہ انسان کو سجدہ جائز ہی نہیں۔ سجدہ تو اللہ کو ہوتا ہے۔ غیب سے آواز آئی یہ سجدہ تمہیں نہیں بلکہ تمہارے دل میں جو خانہ کعبہ بس گیا ہے اسے سجدہ کر رہے ہیں۔ وہ خانہ کعبہ جس کی بنیاد حضرت ابراہیمؑ نے رکھی اور یہ خانہ کعبہ جو دل میں بس جاتا ہے اس کی بنیاد خود اللہ تعالیٰ رکھتا ہے۔ اسی لئے اس خانہ کعبہ کو اس کعبہ سے فضیلت ہے۔ بعض لوگ درود شریف پڑھتے ہیں کچھ دنوں کے بعد چھوڑ دیتے ہیں کہتے ہیں ہمیں تو فیض ہی نہیں ہوتا۔ فیض تو تب ہوگا جب تمہارا دل منور ہوگا۔

بعض لوگ اسم اعظم کا ذکر کرتے ہیں تھک جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پتہ نہیں اسم اعظم کس میں ہے، کچھ اثر ہی نہیں ہوتا۔ لیکن یہ پتہ نہیں کہ اسم اعظم اس وقت اثر دکھاتا ہے جب جسم اعظم ہو جائے، جب تمہارے پورے جسم کی نس نس میں اللہ اللہ بس جائے گا تو جسم اعظم ہو جائے گا۔ پھر اللہ بھی اسم اعظم اور یارِ حن بھی اسم اعظم۔ حتیٰ کہ قرآن مجید کی ہر آیت میں اسم اعظم دکھائی دے گا۔

**عبادت کی قسمیں:**

عبادت کے اعتبار سے مسلمانوں میں چار قسم کے لوگ ہیں۔ کوئی اہل کان، کوئی اہل زبان، کوئی اہل دل اور کوئی اہل نظر ہوتا ہے۔

1۔ اہل کان بے شمار لوگ ہیں۔ ساری رات وعظ سنتے رہیں گے، تقریریں سنتے رہیں گے، ان کو سننے میں مزہ آتا ہے۔ ساری رات قوالی بھی سنتے رہیں گے لیکن صبح کوئی نماز روزہ نہیں۔ یہ کان کی عبادت ہے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے علماء بنادیئے جو ان کو تقاریر سناتے رہیں، نعت خواں اور قوال بنادیئے، حافظ قرآن بھی بنادیئے کہ ان کو قرآن بھی سناتے رہو۔

2۔ دوسرے اہل زبان جنہیں سننے میں مزہ نہیں آتا بلکہ جب تک کچھ زبان سے پڑھتے نہیں، ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے کامل شریعت بنادیئے، ان کو ورد و وظائف بنادیئے کہ بس یہ پڑھتے رہیں اور دن رات وہ زبان سے تسبیحات پڑھتے رہتے ہیں، ان کو اسی میں مسزہ آتا ہے۔ یہ اہل کان کی عبادت سے زیادہ بڑی عبادت ہے، کیونکہ اسکے ساتھ کان بھی ہیں اور زبان بھی ہے۔

3۔ تیسرے وہ لوگ جو اہل دل ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کیا کان سے سننا کیا زبان سے پڑھنا جب تک دل اللہ اللہ نہ کرے۔ ان کے لئے کامل طریقت بنادیئے وہ انکے دلوں کو اللہ اللہ میں لگا دیتے ہیں۔ وہ بس اسی اللہ اللہ میں مست رہتے ہیں کہ ان کے درجات بہت زیادہ ہو جاتے ہیں ان کا دل بھی عبادت کر رہا ہے، زبان بھی کر رہی ہے اور کان بھی سن رہا ہے۔

4۔ چوتھے اہل نظر ہیں، اہل نظر والے کہتے ہیں کیا دل سے اللہ اللہ کرنا، کیا زبان سے پڑھنا، کیا کان سے سننا جب وہ اللہ ہی نظر آجائے۔ ان کے لئے فنا فی اللہ بقا باللہ والے بنادیئے گئے۔ وہ اگر کسی سے ٹکرا جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ بس اوپر ہی دیکھتا رہ اور یہ باقی تمام درجوں سے بڑی عبادت ہے۔

اب جو جس طبقہ کا ہے وہ اسی میں جا کر فٹ ہوگا۔ اب اگر اہل زبان ہے اہل دل کیسے بنے گا، اگر اہل دل ہے زبان میں چلا گیا تو اس کو وہاں سکون نہیں ملے گا۔ جو سب سے بڑی عبادت ہے وہ اہل نظر لوگوں کی ہے لیکن اہل نظر کوئی کوئی ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پورے زمانے میں ایک یاد و صاحب نظر لوگ ہوں، اب ایک یاد و اس مرتبہ تک پہنچے باقی کیا کریں۔ اہل دل زیادہ ہوتے ہیں، اہل زبان اور زیادہ ہوتے ہیں اور اہل کان سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ انہیں کے لئے قرآن کہتا ہے کہ وہ جانوروں کی مانند ہیں۔

نعت خوانی بھی عبادت ہے، قوالی بھی، لوگ اس کو حرام کہتے ہیں، حرام نہیں ہے جس سے اللہ اور اس کے حبیب کا عشق پیدا ہو جس سے اس کی یاد ستائے وہ چیز حرام نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس سے جو زیادہ فضیلت ہے وہ حافظوں کو ہے۔ جو قرآن مجید سناتے ہیں۔ اس سے زیادہ فضیلت اس کو ہے جو ہر وقت اللہ اللہ کرتے ہیں۔ ان سے زیادہ ان کو جو رب کو دیکھتے ہیں اور ان سے زیادہ فضیلت ان کو ہے جن کو رب دیکھتا ہے۔

اب چونکہ یہ سب مراحل ہم کو طے کرنے ہیں اور ہم ایک ہی جگہ پر ڈٹے ہوئے ہیں آگے بڑھتے نہیں ہیں۔ اب دنیاوی لحاظ سے کسی کے پاس جھونپڑی ہے، وہ کوشش کرتا ہے مکان بن جائے، مکان ہے تو کوشش کرتا ہے کہ بنگلے کا مالک بن جائے، کار بھی ہو جائے، کوٹھی بھی ہو جائے، کتنی تمنا ہے۔ اسی طرح دین کا بھی سلسلہ ہے۔ ہم سوچتے ہیں اتنے ہی میں بخشے جائیں۔ ٹھیک ہے سب امتی بخشے جائیں گے۔ لیکن کیا ہوگا قرآن مجید کی ایک آیت ہے کہ ”کیا ان لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ ہم نیک کاروں کے برابر کر دیں گے؟“۔ اب تم بخشے تو گئے اگر صرف بخش جنت کی چاہیے تھی تو ایک جنت ہوتی، سات جنتیں کیوں بنائی گئیں اور وہ بھی ایک سے بڑھ کر ایک اعلیٰ، اب سب سے اعلیٰ جو جنت ہے وہ عاشقوں کے لئے ہے۔ جس طرح سات جنتیں بنائیں اس کے ساتھ ہی تمہارے اندر سات مخلوقیں رکھ دیں۔ جو قلب کی مخلوق سے عبادت کرے گا تو غلہ کا حقدار ہوگا اگر انا کی مخلوق سے عبادت کرے گا تو فردوس کا حقدار ہے۔ اگر ان کے بغیر ہے کیا خبر تو بخشا بھی گیا کہ نہیں۔ اگر بخشا بھی گیا تب بھی تو ان کے برابر نہیں بیٹھ سکے گا، ان کا غلام بن کر رہے گا۔ دوزخ کی آگ سے بچ تو جائیگا لیکن اہل جنت کا غلام بن کر رہا۔ کتنا پچھتاوے گا، کاش! یہ دل میرے اندر بھی تھا اگر دل سے اللہ اللہ کر لیتا ان کے برابر ہو جاتا اور جو قلب کی عبادت کرنے والا ہے وہ کہے گا کاش میں بھی روح کی عبادت کر لیتا کیونکہ روح مجھ میں بھی تھی تو دارالسلام میں چلا جاتا۔ ایک سے بڑھ کر ایک درجہ ہے۔ اب یہ جو زندگی ہے جس کو ہم زندگی سمجھتے ہیں یقیناً کرو ایک کھلونا ہے۔ جس طرح بچوں کے ہاتھ میں ایک کھلونا دے دیا تو تھوڑی دیر کے بعد وہ توڑ پھوڑ دیا اسی طرح یہ دنیا ایک کھلونا ہے۔ اصل چیز وہ ہے جو اس کے اندر ہے وہ ہے روح یہ جسم اس کا مکان ہے اب اس کا جو بچہ ہے وہ روح کا نہیں ہے جسم کا ہے ہٹی سے ہے اور نہ روح کا کوئی باپ ہے نہ بیٹا ان سب کو ایک ہی دن اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا تھا۔ یہاں جو باپ بیٹا ہے وہ رو میں وہاں نہیں گی ہم مکانوں میں ایک جگہ اکٹھے رہتے تھے۔ جب صور پھونکا جائے گا تو سب رحم کے رشتے ختم ہو جائیں گے (القرآن)

قیامت کے بعد ان روحوں کو ایسا جسم ملے گا کہ جلا یا جائے گا، تکلیف تو پائے گا لیکن مرے گا نہیں۔ یہی ایک راز ہے جس کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ اگر زیادہ تر لوگ جانتے تو بہتر فرقے نہ بنتے۔ اب یہی ہے کہ کیا خبر کون اہل کان ہے، کون اہل زبان ہے یا اہل دل یا اہل نظر ہے۔ کوشش کرے قسمت کو آزمائے کیا خبر وہ اہل نظر ہی ہو۔

کتاب غوثیہ میں مذکور ہے کہ جب حضرت غوث الثقلین سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانیؒ اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف تشریف لے گئے۔ اس وقت کے اولیاء میں سے ایک ولی اللہ صاحب مقامات و درجات نے عالم خواب میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت کی اور دریافت کیا یا سید

عالی نسب اور شیخ والا حسب یہ فرمائیے کہ منکر نیکر کے سوالوں سے آپ نے کیونکر فرصت فرمائی۔ آپ نے فرمایا یوں پوچھو کہ انہوں نے میرے سوالوں سے کس طرح رہائی پائی۔ پھر فرمایا کہ سن اے اہل اللہ! جس وقت دونوں فرشتے میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا من ربك یعنی تیرا رب کون ہے، میں نے کہا کہ اسلام کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے سلام اور مصافحہ کرتے ہیں بعد میں کلام و مکالمہ کرتے ہیں۔ بغیر سلام و مصافحہ کے باتیں کرنے کی کہاں رسم ہے۔ پھر تو وہ دونوں فرشتے نادام ہوئے پھر سلام و علیک کر کے مصافحہ کو اپنے ہاتھ بڑھائے میں نے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیئے اور کہا کہ پہلے میرا ایک سوال تم سے ہے۔ جب اس کا جواب دے دو گے تب میں تمہارے سوال کا جواب دوں گا۔ فرشتوں نے کہا فرمائیے آپ کا کیا سوال ہے۔ میں نے کہا کہ جب خداوند تعالیٰ نے چاہا آدم کو پیدا کر کے زمین پر اس کو اپنا خلیفہ مقرر کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 30) یعنی میں پیدا کرتا ہوں زمین میں ایک خلیفہ اپنا، اللہ تعالیٰ کا یہ کلام سن کر تمام فرشتے بلا تامل بول اٹھے۔ اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک (سورۃ البقرہ آیت نمبر 30) یعنی پیدا کرتا ہے تو اس شخص کو جو فساد کرے گا زمین پر اور خونریزی کرے گا اور ہم لوگ تیری تسبیح کرتے ہیں ساتھ حمد اور پائی تیری کے۔ پس تمہارے اس قول پر کئی اعتراض لازم آتے ہیں ایک تو یہ کہ تم نے خدا تعالیٰ کو اپنے سے مشورت طلب ٹھہرایا حالانکہ وہ بے نیاز اور منزہ ہے اس سے کہ کسی سے صلاح اور مشورہ چاہے۔ دوسرے یہ کہ تمام بنی آدم کی طرف نسبت فساد اور خونریزی کی اور یہ نہ جانا کہ اس میں کتنے بندہ خدا ایسے ہونگے کہ جو تم فرشتوں سے بھی افضل و اعلیٰ ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ تم ایک بڑی گستاخی کر بیٹھے کہ اپنے علم کو اس عالم الغیب کے علم سے زیادہ سمجھے۔ جب حق تعالیٰ سبحانہ نے انی اعلیٰ ما لا تعلمون (سورۃ البقرہ آیت نمبر 30) کا تازیانہ تم کو مارا جب تم ٹھیک ہوئے یعنی اس نے فرمایا کہ تحقیق میں جانتا ہوں وہ باتیں جو تم نہیں جانتے ہو۔

اب میرے اعتراض کا جواب دے دو جب میں تمہارے سوالوں کا جواب دوں گا جب تک تم میری مکمل باتوں کا جواب نہ دو گے تب تک میں نہیں چھوڑوں گا۔ اب راوی کہتا ہے حضرت غوث الثقلینؒ کے یہ اعتراض سن کر منکر نیکر کے پھلکے چھوٹ گئے اور ہکا بکا سے کھڑے ہوئے آپس میں ایک دوسرے کا منہ تکتے لگے ہر چند کہ غور و تامل کیا بہت کچھ سمجھا مگر جواب نہ بن پڑا تو چاہا کہ بقوت طاقت ملکوتی کے اپنے ہاتھوں کو چھڑا کر غائب ہو جائیں تاکہ حضرت محبوب سبحانیؒ کے اعتراض کی جواب دہی سے بچ جائیں۔ مگر اس دلاور بیکتاے میدان جبروت اور غواص بحر لاہوت کے سامنے قوت ملکوتی ان کے کیا کام آسکتی تھی۔ بغیر جواب دینے رہائی ممکن نہ تھی۔ آخر مجبور ہو کر کہنے لگے کہ ہم دونوں ہی نے یہ بات نہیں کہی تھی بلکہ گل فرشتے اس قول کے شرکاء تھے اس لئے آپ کے اعتراض کا جواب سب ہی کی طرف سے ہونا چاہیے۔ آپ ہمیں چھوڑ دیں تو ہم آپ کا جواب فرشتوں سے پوچھ کر آئیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم نہ آئے تو میں کیا کروں گا لہذا تم میں سے ایک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ کہ وہ جا کر اب میرے سوالوں کے جواب فرشتوں کے گروہ سے پوچھ آئے اور دوسرا یہاں جواب کے آنے تک حاضر رہے چنانچہ ایک کو چھوڑ دیا۔ اس نے جا کر فرشتوں سے یہ حال بیان کیا مگر سب فرشتے حضور غوث پاکؒ کے سوال کے جواب سے عاجز رہ گئے۔ اس وقت باری تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم پہنچا کہ تم نے جو آدم پر اعتراض کیا تھا وہ سب آدم کے فرزندوں پر عائد ہوتا ہے بس تم کو چاہیے کہ تم میرے محبوب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خطا معاف کرو۔ جب تک وہ معاف نہ کر دے گا تم کو رہائی نہ ہوگی۔ الغرض تمام فرشتے حضرت محبوب سبحانیؒ کی جناب میں حاضر ہو کر اپنی تفسیر کے عذر خواہ ہوئے اور حضرت صمدیت سے بھی شفاعت کا اشارہ ہوا۔ اس وقت غوث الاعظمؒ نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ اے خالق کل رب اکبر اپنے رحم و کرم سے میرے مریدین کو بخش دے اور ان کو منکر نیکر کے سوالوں سے بری فرما دے تو میں ان فرشتوں کا قصور معاف کرتا ہوں۔ فرمان الہی آپہنچا کہ میں نے تیری دعا قبول کی تو فرشتوں کو معاف کر تب جناب غوث پاکؒ نے فرشتوں کو چھوڑ دیا اور وہ عالم ملکوت چلے گئے۔ (گلستان اولیاء)

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### عبادات کی اقسام:

عبادت دو قسم کی ہیں ایک ظاہری عبادات جس کے متعلق تو بچہ بچہ واقفیت رکھتا ہے دوسری باطنی عبادت جس کو آج کل عمر رسیدہ افراد (بوڑھے لوگ بھی بھول چکے ہیں) انہیں اس عبادت کا علم نہیں ہے آج کے اس افراتفری کے دور میں ہر شخص ایک دوسرے کا دشمن نظر آ رہا ہے جبکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ مسلمان مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ان بھائیوں میں تفرقہ کس طرح پڑا؟ اور اب تفرقہ سے کس طرح نجات حاصل ہو سکتی ہے؟ آئیے ان دو پہلوؤں پر غور کرتے ہیں! شیطان جو کہ ہمارا ازلی دشمن ہے اسے یہ قدرت بھی حاصل ہے کہ وہ انسان کے خون میں سرایت کر جائے۔ آنحضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق شیطان تمہاری نسلوں میں دوڑ رہا ہے۔ دوسری جانب انسان میں روہیں ہیں ان کا تعلق بھی انسان کی نسلوں سے ہے۔ جب انسان زبان سے ظاہری عبادت کرتا ہے تو وہ عبادت کا اثر ان رحوں اور انسانی نسلوں میں گردش کرنے والے خون تک نہیں پہنچتا کیونکہ یہ دونوں انسان کے اندر ہیں۔ ایسے شخص کی ظاہری عبادت اس مثال کی طرح ہے کہ کسی بل میں سانپ بیٹھا ہے اور وہ باہر سے زمین پر ڈنڈے مار رہا ہے بھلا اس سانپ کو ڈنڈوں کا کیا اثر ہو گا وہ تو اندر سے محفوظ ہے۔ ہم زبان سے ظاہر میں تلاوت تو کر رہے ہیں، ذکر کر رہے ہیں، نمازیں پڑھ رہے ہیں لیکن شیطان جو ہماری نسلوں میں موجود ہے۔ اسے ظاہری عبادت سے کوئی اثر نہیں پڑ رہا جب تک ہماری نسلوں میں خون کے ذریعے نور سرایت نہیں کرے گا اور انسان میں موجود روہیں نور سے منور نہ ہو جائیں۔ شیطان انسانی نسلوں سے نہیں بھاگے گا۔

### ولایت وراثت نہیں:

اب انسانی رگوں میں نور کس طرح سرایت کرے اور کس طرح انسان میں موجود روہیں منور ہوں اور شیطان انسان میں سے نکل کر بھاگے۔ اس کے لئے لوگ اہل سلاسل سے رجوع ہو کر طالب یا بیعت ہوتے ہیں اور ہم نقشبندی اور چشتی، سہروردی اور قادری کہلاتے ہیں لیکن افسوس آج کل بے شمار لوگوں نے مندرجہ بالا سلاسل میں سے کسی نہ کسی سلسلے کے پیرومرشد سے طالب یا بیعت ہو کر اپنی نسبت اسی سلسلے سے قائم کی لیکن ان میں سے اکثریت اس راز کو پانے میں محروم رہی، محروم کیوں رہی؟ اس لئے کہ یہ راز اور یہ دولت تو اللہ کے کامل ولیوں سے حاصل ہوتی ہے جو کہ اللہ کے ولی سے وابستہ ہوئے وہ پانگئے۔ ان کے بعد ان کی اولادوں نے کہا کہ ہمارا باپ ان کے باپ سے مرید تھا لہذا ہم ان کے بیٹے سے مرید، ان کا بیٹا ان کے بیٹے سے اور یہ سلسلہ پھر اسی طرح چلتا رہا یاد رہے کہ ولایت وراثت نہیں اگر وراثت ہوتی تو نبوت ہوتی جو عرفہ والی ہے جب ہر نبی کا بیٹا نبی نہیں ہو سکتا اسی طرح ہر ولی کا بیٹا ولی کس طرح ہو سکتا ہے۔ لہذا جو لوگ جدی پشتی ولایت والی نام نہاد گدیوں سے وابستہ ہوئے وہ خالی ہی رہے۔

### ولایت کیا ہے:

لوگ کہتے ہیں وہ بھی تو بزرگ ہے۔ اس کی داڑھی ہے وہ نماز بھی پابندی سے پڑھتا ہے اس کا والد جو کہ کامل ولی تھا اس کی اور اس کے بیٹے کی نمازوں میں زمین آسمان کا فرق ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا ولی چن لیتا ہے تو اس کے اوپر وہ ایک دفعہ تجلی ضرور ڈالتا اور اسے پیار سے دیکھتا ہے اسی میں یا تو اس اللہ کے ولی کا شیشہ عقل ٹوٹ جاتا ہے اگر شیشہ عقل ٹوٹ گیا تو وہ مجذوب ہو گیا اور یہ تجسلی برداشت نہیں کر سکا تو بلاک ہو گیا اگر اس نے اس تجسلی کو برداشت کر لیا تو مجذوب ہو گیا۔ اب روزانہ اس کے اوپر تین سو ساٹھ (360) مرتبہ نظر رحمت پڑنا شروع ہوگی اگر وہ مجذوب ہو گیا ہے تو لوگوں کو پتھر مارے

گا، ڈنڈے مارے گا، گالیاں دے گا وغیرہ وغیرہ اور اس کی مارا اور گالیوں سے فیض شروع ہو جاتا ہے۔ ایسی تجلی برداشت کر کے اگر کوئی ولی محبوب ہو گیا تو اللہ کی نظر رحمت اس کے جسم پر پڑتی رہتی ایک نظر رحمت انسان کے سات کبیرہ گناہ کو جلاتی ہے گویا اس کے ایک دن میں اس محبوب ولی اللہ کے دو ہزار پانچ سو بیس (2520) گناہ کبیرہ جل کر خاک ہو گئے۔ ایک وقت آتا ہے کہ اس کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ اپنی نظر رحمت کے ذریعہ جلا کر خاک کر دیتا ہے۔ اب اس کے نامہ اعمال میں گناہ نہیں اور وہ گناہوں سے محفوظ ہو گیا۔ نظر رحمت اس پر مسلسل پڑتی رہتی ہے اس کے بعد یہ نظر رحمت اللہ کے فضل سے اس ولی کے پاس بیٹھنے والے طالبین، مریدین، معتقدین کے گناہ جلانے شروع کر دیتی ہے اس طرح ایک دن اس ولی کی نسبت سے اس کے ساتھ بیٹھنے والوں کے گناہ بھی جل کر خاک ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی زیادہ سے زیادہ صحبت میں بیٹھتے۔ ان کی اس صحبت میں بیٹھنے کے سبب ہر صحابی نے بغیر چلوں اور وظیفوں کے ولیوں سے اعلیٰ مقام حاصل کیا کیونکہ حضور پاک ﷺ کے اوپر تو وہ نظر رحمت چوبیس گھنٹے رہتی تھی اس طرح ان کی صحبت میں بیٹھنے کے سبب بغیر چلوں اور وظیفوں کے صحابیت کے عرفہ و اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو گئے اور جو لوگ آپ کی صحبتوں سے دور رہے نماز تہجد بھی پڑھتے رہے لیکن مسافق و خوارج ہو گئے۔ دوسرے جب اصحاب کہف کے اوپر نظر رحمت پڑی اس وقت کوئی بھی ساتھی نہ تھا اس وقت ان کے قریب ایک کتا تھا اللہ کی نظر رحمت کے سبب وہ کتا بھی حضرت قلمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گیا۔

یہ ہی وہ نظر رحمت ہے جو انسان کے اندر کو جگاتی ہے اس وقت حضور ﷺ کی وہ صحبت تو ہمیں ایک نظر رحمت سے دیکھیں اور صحابہ کی طرح ہمارے اندر کو جگادیں تو پھر ہم کیا کریں؟ اللہ کے بندوں، اللہ جل جلالہ میں اور اس کے رسول ﷺ کے نام میں نور اور برکت ہے اس کے نور کو اپنی نس میں اور رگوں میں سرانیت کر لو!

### نور کو سرانیت کرنے کا طریقہ:

تسبیحات دو طرح کی ہوتی ہیں ایک پتھر کی تسبیح جو ظاہر میں نظر آتی ہے اس کا کام ٹک ٹک کرنا ہے اس کے ساتھ زبان بھی اللہ اللہ کرتی ہے درود شریف پڑھتی ہے اس تسبیح کا تعلق ظاہری انگلیوں سے ہے اس کا انسان کے اندر سے تعلق نہیں۔ دوسری تسبیح اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر رکھ دی ہے جو اسی طرح ٹک ٹک کر رہی ہے اس کو دل کی تسبیح کہتے ہیں جس طرح پتھر کی تسبیح کی ٹک ٹک کے ساتھ زبان اللہ اللہ کرتی ہے اسی طرح اس دل کی ٹک ٹک کے ساتھ اللہ اللہ کو ملایا جاتا ہے۔ کچھ دنوں اللہ اللہ کی مشق کے بعد دل کی خالی ٹک ٹک اللہ اللہ میں تبدیل ہو جاتی ہے دل کی ٹک ٹک تو چوبیس گھنٹے چلتی رہتی ہے پتھر کی تسبیح کو چوبیس گھنٹے نہیں چلا سکتے لیکن دل کی تسبیح تو 24 گھنٹے چلتی رہتی ہے اور جب دل کی ٹک ٹک اللہ اللہ میں تبدیل ہوگی تو بندہ اس وقت کھاتا پیتا رہے دل اللہ اللہ کرتا رہے گا باتیں کرے کام کاج کرے، خرید و فروخت حتیٰ کہ سوتا رہے تو بھی یہ دل اللہ اللہ کرتا رہے گا اب اس ٹک ٹک کا کام ہے خون کو آگے دھکیلنا ایک (ٹک) اللہ دوسری ٹک (اللہ) تیسری چوتھی یہ سلسلہ 24 گھنٹے جاری رہتا ہے گویا 24 گھنٹے دل کی یہ ٹک ٹک اللہ اللہ کے نور کو خون کی نسوں میں دھکیلتی رہتی ہے اسی طرح اب اللہ اللہ کا نور ٹک ٹک کے ذریعہ نسوں میں چلا گیا اور شیطان جو انسان میں پوشیدہ تھا اس انسان کی رگوں سے اس وقت نکل کر بھاگ جاتا ہے اور روہیں جاگ اٹھتی ہیں جب روہیں جاگ اٹھتی ہیں تو اللہ اللہ کا نور ان کی غذا بن جاتا ہے اللہ اللہ کے نور کے ذریعہ ان روہوں کی نشوونما ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

ترجمہ:- کچھ لوگ ایسے ہیں جو جاگ کر عبادت کر رہے ہیں لیکن انکا شمار سوتے ہوئے لوگوں میں ہوتا ہے اور کچھ لوگ بستروں پر سو رہے ہیں لیکن ان کا شمار زندہ لوگوں میں کیا جاتا ہے کیونکہ بظاہر تو وہ سو رہے ہیں لیکن ان کے دل تو اللہ اللہ (عبادت) کر رہے ہیں۔ ایسے ہی بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ ”میرے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اٹھتے بیٹھتے حتیٰ کہ کروٹوں کے بل بھی میرا (اللہ کا) ذکر کرتے ہیں۔“  
 نیز فرمایا کہ ”اللہ کے ذکر کرنے والوں کو نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ فروخت“  
 (سورۃ آل عمران آیت نمبر 37)

اب ایسے شخص جس نے اپنے دل کی ہر ٹک ٹک کو اللہ اللہ میں تبدیل کر لیا اس کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، باتیں کرنا حتیٰ کہ سونا تمام کے تمام اعمال اور ہر گھڑی بارگاہ رب العزت میں عبادت کا درجہ رکھتے ہیں ایسے ہی لوگوں کی نسبت سلطان العارفین حضرت سلطان حق باہو فرماتے ہیں۔ کچھ جاگدیاں سوتے ہوئے کچھ سوتیاں جاگدے ہو۔ حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم سوتے ہیں مگر ہمارے دل نہیں سوتے بقول بابا بلھے شاہؒ  
 ”لو کی پنج ویلے عاشق ہر ویلے لو کی مسیتی عاشق قدماں“

جو لوگ پانچ وقت رب کو یاد کرتے ہیں۔ (نماز بھی رب کا ذکر ہے) ان کی انتہا مسجد ہے وہ پانچ وقت باجماعت نماز پڑھتے ہیں لیکن جو ہر وقت اللہ اللہ کرتے ہیں ان کی منزل ہر وقت حضور پاک ﷺ کے قدم (مجلس محمدی ﷺ) ہے اور وہ حضور ﷺ کے قدموں یعنی مجلس محمدی ﷺ میں پہنچ جاتے ہیں حضور ﷺ کی مجلس تک پہنچ گئے تو وہ رحمت اللعالمین ہیں وہ اس شخص کو نواز ہی دیتے ہیں اس وقت ایسا شخص سوچتا ہے کہ دیکھیں اوپر کیا ہو رہا ہے اس نے سوچا اور وہ چیز اوپر پرواز کر گئی فرشتوں نے روکنے کی کوشش کی نہیں رکی فرشتوں نے کہا جو چیز بھی ہے بیت المعمور سے آگے جل جائے گی جہاں فرشتے بھی نہیں جاسکتے مگر فرشتے دیکھتے ہیں کہ یہ چیز بیت المعمور سے بھی آگے نکل گئی وہاں پہنچ گئی جہاں رب کی ذات ہے، جہاں حضور پاک ﷺ شبِ معراج کو اپنے ظاہری جسم کے ساتھ پہنچے اور اللہ کے ولی حضور ﷺ کے صدقے روحانیت اور (اپنے اندر چھپی ہوئی چیزوں) کے ذریعہ وہاں پہنچتے ہیں۔ اس وقت فرشتوں نے کہا کہ واقعی انسان اشرف المخلوقات ہے۔ ”کل نفس ذائقة الموت“ ہر انسان کو موت کا مزہ چکھنا ہے نیک ہو یا بد ہر انسان کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے ہمارے عقیدے کے مطابق ہر انسان کی روح مرنے کے بعد آسمانوں پر چلی جاتی ہے تو کبھی سوچا کہ ہم مزارات یاد باروں میں کیوں جاتے ہیں اور اگر روح اوپر چلی گئی تو پھر ان درباروں میں کیا ہے؟ ہاں وہی چیزیں جو آپ نے اللہ ﷻ کے ذکر سے جگالی تھیں وہ اضافی ہیں وہی ولی بن کر درباروں (مزارات) پر بیٹھ جاتی ہیں اور خلق خدا کو فیض پہنچاتی ہیں۔ قبر میں نماز پڑھتی، تلاوت اور ذکر الہی کرتی ہیں اس طرح یہ چیزیں قیامت تک ذکر الہی کرتی رہتی ہیں اور اس طرح اس کا ثواب اس کی روح کو ملتا رہے گا شبِ معراج جب حضور اکرم ﷺ حضرت موسیٰ کی قبر مبارک پر سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت موسیٰ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں آپ جب فوراً اوپر پہنچے تو دیکھا کہ موسیٰ وہاں بھی موجود ہیں۔

## لوگوں کی اقسام:

لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کو عارف اور دوسرے کو معارف کہتے ہیں عارف وہ ہے جو سخت عبادتیں، ریاضتیں کرتا ہے اپنے معدے کو چالیس چالیس دن طعام سے خالی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر بھی اپنا نور بھردیتا ہے۔ دوسرے معارف وہ ظاہر میں اتنی ہی نماز، روزہ ادا کرتا رہتا ہے جتنا فرائض میں شامل لیکن وہ اپنے اندر کو جگا لیتا ہے اس کا اندر چوبیس گھنٹے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اس طرح جب تجلی پڑتی ہے تو معارف کی کسی مخلوق پر پڑتی ہے اس طرح اس کی وہ مخلوق روح ولی ہو جاتی ہے۔ عارف کو جسمانی ولایت ملتی ہے اس طرح وہ جسم سمیت حضور پاک ﷺ کی مجالس میں شرکت کرتا ہے جبکہ

معارف کو کسی اندرونی مخلوق کے ذریعہ ولایت حاصل ہوتی ہے معارف عارف کو جسم سمیت مجلس محمدی ﷺ میں دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ کتنا خوش نصیب ہے کہ ظاہری جسم سے حضور پاک ﷺ کی محفل میں موجود ہے اتنے میں حضور پاک ﷺ کسی سے بات کرتے ہیں عارف پوچھتا ہے آقا آپ کس سے بات کر رہے ہیں ہم کو تو کوئی نظر نہیں آرہا ہے جو اباً حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس شخص سے بات کر رہا ہوں جس کا جسم دنیا میں اور روح میرے پاس ہے۔ اس وقت عارف اس پر رشک کرتے ہوئے بے ساختہ کہتے ہیں کہ کتنے خوش نصیب ہیں وہ (معارف) جسم سے دنیا میں بیٹھا ہے اور یہاں (مجلس محمدی ﷺ میں) بھی موجود ہے اسی اثناء میں نماز کا وقت آجاتا ہے حکم ہوتا ہے کہ جتنے عارف ہیں (جو جسم سے مجلس محمدی ﷺ میں موجود ہیں) ظاہر میں جا کر نماز پڑھیں جبکہ معارف کی نماز اپنی باطنی مخلوق کے ذریعہ حضور پاک ﷺ کی اقتداء میں ہوتی ہے حتیٰ کہ معارف مرنے کے بعد بھی حضور پاک ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھتا رہتا ہے جسم کی ولایت جسم کے ساتھ ختم ہوگئی معارف کو اندرونی مخلوق کے ذریعہ ولایت حاصل ہوتی ہے لہذا مرنے کے بعد معارف کی اندرونی مخلوق قبر میں بھی بیٹھ کر فیض خلق خدا کو تقسیم کرتی ہے۔

### دین اسلام کی گارنٹی:

ایک انگریز نے گوجرانوالہ میں سوال کیا کہ مذہب اسلام کو سچا دین تسلیم کرتا ہوں اسلام کہتا ہے شراب چھوڑ دو میں شراب چھوڑنے کے لئے تیار ہوں، نمازیں پڑھنے کے لئے تیار ہوں غرضیکہ اپنے ہر عمل کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے تیار ہوں مگر پھر بھی گارنٹی نہیں دیتے کہ دوزخی ہوں یا جنتی کیا میری تمام عبادتیں بارگاہ رب العزت میں مقبول بھی ہو رہی ہیں یا نہیں۔ اس کا جواب ہم دیتے ہیں کہ وہ عمل ہی کیا جس کی گارنٹی نہ ہو یعنی وہ نمازیں ہی کیا جن کی قبولیت کی گارنٹی نہ ہو پچیس تیس سال نمازیں پڑھتے رہنے کے باوجود انسان گمراہ کن فرقوں دیوبند یا مزائیوں میں شامل ہو جائے ایسی عبادت کا فائدہ لیکن یقین کریں دین اسلام گارنٹی ہی گارنٹی ہے دن رات میں پتہ لگ جاتا ہے کہ انسان کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے یہ گارنٹی ذکر قلب کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ جب کسی شخص کو ذکر قلب دیا جاتا ہے تو فرشتے اس شخص کو بیت المعمور پر لے جاتے ہیں بیت المعمور کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس شخص کو کون لے کر آیا ہے عرض کرتے ہیں باری تعالیٰ فلاں شخص اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیوں لے کر آیا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ تیسرے حضور دوستی کا ہاتھ بڑھانے کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا کوئی ضامن ہے اس وقت غوث الاعظم دکنگیرؒ کام آتے ہیں اور جو لوگ غوث الاعظمؒ سے عقیدت و محبت رکھتے تھے گیارہویں شریف کی فاتحہ کا اہتمام کرتے تھے ان لوگوں کا یہ عمل کام آتا ہے اور پھر غوث الاعظمؒ اس شخص کے ضامن ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب اس شخص کی گواہی کون دے گا تو وہ اولیاء کرام اور بزرگان دین کہ جن کے مزارات پر وہ محبت و عقیدت کے گلدستے لے کر جایا کرتا تھا اس شخص کی گواہی دیتے ہیں اور آخر میں سرکارِ دو عالم ﷺ اس کی تصدیق کرتے ہیں پھر کہیں جا کر وہ شخص ذکر قلبی کے مقام پر پہنچتا ہے۔ پس اس بات کی گارنٹی ہے کہ اس کی عبادت قبول ہو رہی ہے۔

### اللہ کا خاص کرم:

ہر آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے اگر اس سے پوچھا جائے کہ کیسے؟ تو جواب دیتا ہے کہ میرے پاس گاڑی ہے بنگلہ ہے دولت کی ریل پیل ہے یہ سب کچھ اللہ ہی کا تو کرم ہے۔

دوسرے شخص سے پوچھتے ہیں کہ بھئی تو جو دعویٰ کر رہا ہے کہ تجھ پر خدا کا بڑا کرم ہے تو آخر کیا کرم ہے تو جواب دیتا ہے کہ میرے تمام بچے آج ایتھے عہدوں پر فائز ہیں فلاں بچہ میرا بیرون ملک ملازم ہے وہاں سے خوب رقم بھیج رہا ہے میری زمینیں اور جائیدادیں ہیں یہ کرم نہیں تو کیا ہے۔

تیسرے سے پوچھتے ہیں تو وہ جواب دیتا ہے کہ بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمت اور طاقت دے رکھی ہے یہ کرم نہیں تو اور کیا ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر تم ان تمام دنیاوی آسائشوں کو اللہ کا کرم سمجھتے ہو تو یہ کافروں کے پاس بھی ہیں بلکہ تم سے زیادہ ہیں پھر تمہارے اوپر خدا کا کیا کرم ہوا؟ جو چیزیں اس نے کافروں کو دے رکھی ہیں وہی تم کو بھی دے رکھی ہیں ہم کہتے ہیں کہ اگر تم نے اس کا کرم دیکھنا ہی ہے تو کسی مرشد کامل سے ذکر قلب کا اذن لے، ذکر اللہ کو اپنا شعار بنا لو اور جو طریقہ بتایا جائے اس پر عمل کرو پھر اگر دو چار ایسات دن کے بعد تمہارا قلب ذکر اللہ سے دھڑکننا شروع کر دیتا ہے تو سمجھ لو کہ تم پر اللہ کا خاص کرم ہو گیا ہے۔ (اس لئے کہ دنیاوی تمام آسائشوں کا اختیار دنیا اور اہل دنیا کے سپرد کر دیا مگر قلب کا اختیار اس ہی کے پاس ہے جسے وہ چاہتا ہے اس سے اپنا ذکر کر لیتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ کا کرم اس پر ہی بس نہیں ہوتا بلکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 152)

یاد رکھیے ذکر اسی کا کیا جاتا ہے کہ جس سے دوستی ہو جائے اگر کوشش کے باوجود کچھ بھی نہیں ہوتا وحشت ہونے لگتی ہے یا مخالفت کی طرف ذہن دوڑتا ہے تو سمجھ لیں کہ تمہارے اوپر رب کا کوئی کرم نہیں ہے اگر کرم ہوتا تو وہ تم کو اپنے نام لیواؤں میں شامل کرتا۔

## دل کی دھڑکن کے ساتھ ذکر:

ہمارا طریقہ ذکر دل کی دھڑکن والا ہے ہم دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ کو ملاتے ہیں لیکن دل کی تسبیح بھی چالیس سال تک اس قابل رہتی ہے کہ اس ذریعے ذکر اسم ذات (اللہ) کر سکیں کیونکہ چالیس سال کی عمر کے بعد انسان کے دل کی دھڑکنیں کم ہو جاتی ہیں پھر ان دھڑکنوں کے ساتھ ذکر اسم ذات کو ملانا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے مگر جو لوگ جوانی میں ذکر کی جانب رجوع کرتے ہیں تو ان لوگوں کو جلد کامیابی نصیب ہوتی ہے کیونکہ ان کی دھڑکنیں زیادہ ہوتی ہیں اس طرح یہ نوجوان ذکر و فکر کی لائن میں کامیاب ہو جاتے ہیں ان نوجوانوں کو دیکھ کر بوڑھے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بھئی ہمارے قلب کیوں نہیں جاری ہوتے یہ تو بچے ہیں اور جب ان بچوں کا قلب جاری ہو سکتا ہے تو ہمارا کیوں نہیں ہوتا۔

دراصل ان نوجوانوں کا بھی وقت تھا اور جو لوگ وقت پر کسی کام میں لگ جاتے ہیں انہیں جلد کامیابی ہو جاتی ہے اور جو لوگ وقت گزرنے کے بعد کسی کام کو شروع کرتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے ساتھ دو صورتیں ہوتی ہیں پہلی یہ کہ ان لوگوں کو کامیابی ہو سکتی ہے مگر بہت زیادہ محنت کے بعد اور ناکامی بھی کیونکہ وقت گزر چکا ہوتا ہے ایسے لوگوں کو زیادہ محنت کی ضرورت ہے وہ تصویر زیادہ کریں پانچ سات دن خلوت میں گزاریں اور تصور اسم ذات کریں اسی طریقہ سے انہیں کامیابی ہو سکتی ہے۔

**ذکر کبر و بخل کو ختم کرتا ہے:**

صرف ظاہری عبادتیں بھی بعض اوقات انسان کیلئے مشکل کا سبب بن جاتی ہیں آپ پانچ وقت کے نمازی ہیں لوگوں نے کہا بہت اچھا آدمی ہے پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے تو آپ میں تھوڑا سا تکبر آگیا۔ دوسرے نے کہا بھئی یہ تہجد بھی پڑھتا ہے تعریف کی اور تعظیم کی اور تکبر آگیا تیسرے نے کہا بہت ہی اچھا آدمی ہے ہاتھ پاؤں عقیدت میں چومے تو اور بھی تکبر آگیا اب تکبر کو اندر سے کون نکالے یہ تمہارے اختیار میں تو نہیں ہے اور اسی تکبر نے عزازیل کو خوار کیا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد

مگر جب تمہارے دل کی دھڑکنوں میں ذکر اسم ذات شامل ہو جائے گا تو پھر اگر تمہارے اندر تکبر آتا ہے تو یہ ذکر اللہ اس کو باہر نکال دے گا پھر کہیں گے بہت اچھا آدمی ہے پانچ وقت کا نمازی ہے تکبر آیا وہ اللہ اللہ نے نکال دیا اب تمہارا سینہ محفوظ رہا۔

حدیث شریف میں ہے ”جس شخص میں ذرا بھی کبر و بخل ہو گا وہ جنت کے قابل نہیں“ کبر و بخل کو نکالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذکر اسم ذات عطا کیا ہے اور اس کو ہر وقت کرتے رہنا چاہیے باقی عبادتوں میں، وضو، جمالی، جلالی پر ہینز ہے مگر اس میں کوئی پرہیز نہیں ہے وضو ہے یا نہیں بستر پر لیٹے ہوئے ہیں یا پل پھر رہے ہیں، کسی کام میں مصروف ہیں یا کھانا وغیرہ کھا رہے ہیں غرضیکہ ذکر قلبی کو آپ ہر وقت کر سکتے ہیں باقی عبادتوں میں اگر آپ سے چھوٹی سی بھی غلطی ہو جاتی ہے وہ عبادت ختم ہو جاتی ہے بغیر وضو کے کچھ کھالیا وظیفہ ختم ہو گیا غرضیکہ ہر عبادت کے ساتھ کچھ شرائط ہیں۔ مگر ذکر اسم ذات ہر چیز پر قادر ہے آپ اللہ ہو کرتے ہیں غلطی ہوگی وظیفہ تو جاسکتا ہے مگر ذکر کا فیض ضائع نہیں ہو سکتا بلکہ اسم ذات انسان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا ازالہ کر دیتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

ترجمہ: بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

**ذکر کی برکت:**

ایک کسان ذکر قلبی (اللہ ہو) کرتا تھا اسکو پیشاب کی حاجت ہو جاتی ہے تو اس نے اپنے بیل کھڑے کر دیئے ایک نوجوان نے کہا کہ تمہیں تقریباً آدھ گھنٹہ تو لگ جائے گا جب تک بیل مجھے دے دو میں چلا لیتا ہوں کسان نے منع کر دیا جب کسان رفع حاجت سے فارغ ہو کر آتا ہے تو وہ نوجوان کسان سے پوچھتا ہے کہ کیا وجہ تھی جو تم نے مجھے اپنے بیل چلانے کے لئے منع فرمایا اور آدھا گھنٹہ ضائع کر دیا۔

کسان نے کہا کہ میں ہر وقت اللہ ہو کا ذکر کرتا ہوں جب میں اللہ ہو سے ہل چلا رہا تھا تو بیل میں بھی برکت ہوگی دانہ ڈالوں گا اس دانے میں بھی برکت ہوگی پھر وہ فصل منڈی میں جائے گی منڈی والوں کو بھی برکت پھر جن گھروں میں جائے گی اس گھر میں بھی برکت ہوگی۔ یقین کریں کہ جب آپ ذکر اللہ ہو کثرت سے کریں گے تو آپ کے ایمان میں بھی برکت ہوگی آپ کے رزق میں بھی برکت اور آپ کے کاروبار میں بھی برکت ہوگی۔



## ذکر کی دولت کا حصول:

اس دور میں اللہ تعالیٰ نے یہ اسم تمہارے شہروں میں بھیج دیا ہے کہ جاؤ اس کو پھیلاؤ، کرو، دیکھو اور اس کا مزہ لوٹو ورنہ پہلے یہ اسم بڑی مشکلوں سے ملا کرتا تھا اس کے لئے گھر بار چھوڑنا پڑتا تھا پتے کھانے پڑتے تھے پھر کہیں جا کر یہ اسم ملتا تھا مگر آج طالب ہی نہیں ہے اب ان کو طالب بنایا جا رہا ہے اس ذکر کو کرنے کا انتہائی آسان طریقہ ہے اگر کوئی اسکو کرنا چاہے۔ جب آپ کے دل کی دھڑکن اللہ اللہ میں لگ جائے تو وہ ایک گھنٹے میں 6000 تک پہنچ جائے گی چوبیس گھنٹے میں سو الاکھ 125000 سے بھی بڑھ جاتی ہے ادھر فرشتے بھی حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور اسکے بعد فرض کیا آپ نماز نہیں پڑھتے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہے لیکن اگر آپ ذکر میں لگ جاتے ہیں اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اسی ذکر کا نور آپ کے جسم میں پھیل جائے گا دل میں داخل ہو جائے گا پھر آپ کا دل کہے گا چلو اب مسجد میں نماز بھی پڑھو وہ دل آپ کو نماز پڑھانے کا پھر دل کہے گا اب داڑھی بھی رکھ لو غرضیکہ آپ کو گناہوں سے نفرت ہونا شروع ہو جائے گی جو بھی ایسی نماز پڑھتے ہیں اچھی ہے مگر جو لوگ نماز سے غافل ہیں نماز نہیں پڑھتے وہ لوگ کثرت سے ذکر کریں اللہ پاک کرے گا وہ ذکر کے طفیل نماز میں بھی لگ جائیں گے ہمارا یقین ہے کہ اگر کوئی طالب صحیح نیت سے صحیح طریقے سے چالیس دن بھی اگر اس کو یاد کرے تو باری تعالیٰ ستر ماؤں سے زیادہ مہربان ہے اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ ذکر الہی کے درمیان میں کسی اور چیز کو نہ لائے یہ سوچے کہ اگر میں ذکر کروں گا تو میرا کاروبار چمک جائے گا میری بیماری دور ہو جائے گی صرف خالصتاً اسی کے لئے اس کا ذکر کرے بیماری آتی ہے تو آئے، کاروبار خراب ہوتا ہے تو ہونے دیں لیکن اللہ کا ذکر صرف اللہ کے لئے کریں اگر ہمارے کچھ لوگ ناکام ہو جاتے ہیں تو وہ درمیان میں کسی اور کو لے آتے ہیں کاروبار کو بیماری کو لے آتے ہیں اسی وجہ سے وہ کامیاب نہیں ہوتے ہیں تمام تفکرات سے بالاتر ہو کر اس کی یاد میں لگ جائیں ضرور کامیاب ہو جائیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ذکر کے صدقے میں کاروبار میں بھی برکت دے گا صحت بھی دے گا غرض یہ کہ سب کچھ ان کو دے دیگا سوچنے کی بات ہے کہ جب وہ کافروں کو دیتا ہے تو کیا ان کو نہیں دے گا جو اس کے دوست ہیں۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### گنہگار اور پارسا:

ایک نشت میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ زاہد و پارسا شخص کی نماز و عبادات اور عمل صالح کو کراماً کاتبین اس کے نامہ اعمال میں درج کرتے رہتے ہیں۔ لیکن زہد و عبادت سے انسان کے اندر تکبر و انا بھی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اگر زاہد و پارسا شخص نے خود کو عبادت گزار سمجھ کر کسی بے نمازی کو کمتری اور نفرت سے دیکھا تو وہ ایسا تکبر شمار ہوگا۔ جس سے اس پارسا کا سینہ سیاہ ہوتا جائے گا۔ اس شخص کا حال اس طرح ہوگا کہ رسمی رواجی طور پر نماز و عبادت کر کے ظاہری حالت تو درست کر لی لیکن وہ طریقہ نہیں سیکھا جس سے باطن کی صفائی ہو۔ سینہ کینہ اور تکبر سے پاک ہو جائے۔ پارسا شخص کے اندر زہد و عبادت کا تکبر بڑھتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنے بندوں پر نظر خاص فرماتا رہتا ہے۔ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ نامہ اعمال کو نہیں بلکہ اپنے بندوں کے قلوب پر نظر فرماتا ہے لیکن جب زاہد و پارسا کا دل دیکھتا ہے تو وہ انانیت و تکبر سے بھرا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی جانب سے توجہ ہٹا لیتا ہے اس طرح زاہد و پارسا کا تکبر اس کی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔

اب آئیے گنہگار کی جانب، انسان جب گناہ کرتا ہے تو کراماً کاتبین اس کی بدی کو تحریر کر دیتے ہیں اور اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ بھی لگ جاتا ہے اس طرح گنہگار کا نامہ اعمال بھی سیاہ اور دل بھی سیاہ ہوتا رہتا ہے لیکن اگر گنہگار شخص کو حدیث شریف کا وہ نسخہ عطا ہو جائے۔ ہر چیز کو صاف کرنے کا کوئی ذریعہ ہوتا ہے اور دلوں کی صفائی کا ذریعہ اللہ کا ذکر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) گنہگار جب ذکر الہی میں مصروف ہو کر دل کی دھڑکنوں میں اللہ اللہ بسا لیتا ہے تو اس کا دل شفاف اور منور ہو جاتا ہے اس کے سابقہ گناہوں کی کتاب تو سیاہ رہتی ہے لیکن دل چمک اٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر خاص کا سلسلہ بندوں کیلئے جاری رہتا ہے جب اس گنہگار پر رب کی نظر ہوتی ہے تو اس کے دل کی چمک دیکھ کر اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہو جاتا ہے اس کے اندر اپنی محبت ڈال دیتا ہے جب اللہ کی محبت داخل ہو جاتی ہے تو اس کے محبوب کی محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے کہ ”محبوب خدا خدا نہیں لیکن اس سے جدا بھی نہیں“ اسی طرح ولیوں کی محبت بھی پیدا ہو جاتی۔ اس لئے کہا جاتا ہے

گناہ گار پہنچے در پاک پر

زاہد و پارسا دیکھتے رہ گئے

پارساؤں کا تکبر ان کی نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے اور گنہگاروں کا ذکر و فکر ان کی سیاہ کاری کو نور میں تبدیل کر کے انہیں بارگاہ الہی کا قرب عطا کر دیتا ہے۔

### حقیقی تعلیم:

سرکار شاہ صاحب نے مختلف علاقوں میں روحانی نشستوں میں خطاب کرتے ہوئے بار بار یہ فرمایا کہ ہر شہر ہر علاقے اور ہر گھر میں اہل دل موجود ہیں ہم ان اہل دل لوگوں کو غفلت و دنیا پرستی سے نکال کر دل کی درنگی کی تعلیم دے رہے ہیں ہمیں افسوس ہے کہ حضور پاک ﷺ کے دین میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے لوگوں کے دل جو بیت اللہ، عرش اللہ بن سکتے ہیں وہ دل برباد ہو رہے ہیں امت مصطفیٰ ﷺ حقیقی علم سے بے بہرہ ہو کر صرف ظاہری اور کتابی علوم میں

پھنس کر رہ گئی ہے۔ اگر حقیقی علم اور حقیقی عبادت کی جانب رجوع کرنا چاہتے ہو تو آؤ اور حقیقت کو سمجھو حضور پاک ﷺ کے زمانے سے دو علم اور دو عبادات رائج رہی ہیں۔ ایک زبانی علم اور ظاہری علم و عبادت دوسرے باطنی علم اور باطنی عبادت حضور پاک کے دور میں جن لوگوں نے صرف ظاہری علم و عبادت کو سب کچھ جانا اور قرآنی تعلیم کو ہی صرف معیار ہدایت جانتے ہوئے حضور پاک کی صحبت اور توجہ کو اہمیت نہ دی وہ لوگ منافق اور خوارج ہوئے دین میں فساد پھیلاتے ہی رہے علاوہ ازیں جن لوگوں نے حضور پاک ﷺ کی ذات کو مرکز ایمان تصور کیا اور زبانی علم و عبادت کے ساتھ حضور پاک ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر دل کی صفائی کا علم اور دل کی عبادت کا طریقہ بھی حاصل کیا وہ لوگ صحابی رسول اللہ ﷺ کے منصب پر فائز ہوئے اور ان کے ذریعے دین کو فروغ حاصل ہوا اس علم کو باطنی اور طریقت کا علم کہا جاتا ہے، یہی علم حقیقی اور نفع مند ہے۔ قرآن پاک میں اس علم کے اشارے موجود ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کو علم لدنی حاصل تھا اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے تو اپنے رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا رہتا ہے۔ اس طرح حدیث شریف میں بھی اس علم کے اشارے ملتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور پاک ﷺ سے دو علم عطا ہوئے ایک تمہیں بتا دیا دوسرا بتائیں تو تم ہمیں قتل کر دو۔ (بحوالہ اسرار حقیقی) حضور پاک ﷺ نے فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ سے تین علم عطا ہوئے ایک عوام کے لئے، ایک خواص کے لئے، اور ایک صرف ہماری ذات کے لئے۔ امت مصطفیٰ ﷺ کے اولیاء کرام کے اقوال و واقعات سے بھی علم باطن اور علم ظاہر کا فرق ثابت ہوتا رہا ہے حضرت ابراہیم بن ادھم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ستر بار اپنا دیدار کرایا اور ہر مرتبہ میں نے سو سے زائد مسئلے سیکھے لیکن ان میں سے صرف چار مسئلے ہی لوگوں کو بتائے تو وہ بھی لوگوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔

حضرت مولانا روم اپنے وقت کے بڑے عالم تھے ایک روز وہ اپنے مکتبہ میں بیٹھے تھے کہ ایک درویش حضرت شمس تبریزیؒ مکتبہ میں آئے اور کتابوں کی جانب اشارہ کر کے فرمانے لگے کہ یہ کیا ہے۔ مولانا روم نے کہا یہ وہ علم ہے جسے تم نہیں جانتے۔ حضرت شمس تبریزیؒ نے ایک قلمی کتاب اٹھا کر پانی میں پھینک دی، مولانا روم بڑے پریشان ہوئے حضرت شمس تبریزیؒ نے پانی میں سے کتاب کو خشک حالت میں نکال لیا۔ مولانا روم نے حیرت سے معلوم کیا یہ کیا ہے؟ حضرت شمس تبریزیؒ نے فرمایا یہ وہ علم ہے جسے تم نہیں جانتے۔ ان حوالوں سے علم باطن کی اہمیت اور حقانیت واضح ہوتی ہے لیکن امت مصطفیٰ ﷺ صرف کتابی اور ظاہری علم میں پھنس کر باطن کی حقیقی تعلیم سے دور ہو گئی ہے جس کی بنا پر امت انتشار اور تفرقہ کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔

## اصلی شیطان:

عام طور پر لوگ غافل و گنہگار لوگوں کو حقارت سے دیکھتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ یہ بڑے شیطان ہیں جبکہ یہ بیچارے گنہگار تو درحقیقت نقلی شیطان ہیں اصل شیطان تو وہ ہے جو علم میں اتنا کامل تھا کہ معلم ملکوت ہوا۔ عبادت میں بھی تمام فرشتوں سے زیادہ عبادت گزار تھا لیکن عبادت و علم کے فخر میں آ کر اور حضرت آدم کی فضیلت کو تسلیم نہ کر کے وہ غرور و تکبر اور حمد میں مبتلا ہو گیا پس اصل شیطانی اوصاف تو یہ ہیں۔ جو لوگ نماز تسبیح میں ہوشیار ہیں، لیکن غرور و تکبر اور حدود بخل ان کا شعار ہے تو وہی لوگ اصل شیطان ہیں انہی لوگوں نے فرقے پھیلائے، ولیوں کو ستایا، ہر دور میں یہ لوگ موجود رہے۔ حضور غوث پاکؒ جیسی عظیم ہستیوں پر انہی لوگوں نے فتوے لگائے۔

## ظاہری اور باطنی بیعت:

ایک نشت میں کسی طالب کے اس سوال کے جواب میں کہ ظاہری بیعت کے بغیر سلسلہ روحانی چل سکتا ہے؟ سرکار شاہ صاحب نے فرمایا کہ بیعت دو طرح کی ہوتی ہے ایک ظاہری بیعت اور دوسری باطنی بیعت۔ باطنی بیعت کو ایسی بیعت بھی کہا جاتا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے حضرت اویس قرنیؓ کو دست بیعت فرمایا اس سلسلے میں بیعت الرضوان معروف ہے۔ ایسی بیعت کی ابتداء حضرت اویس قرنیؓ کے ذریعے ہوئی چونکہ حضرت اویس قرنیؓ سچے عاشق رسولؐ تھے لیکن ظاہری طور پر حضور پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے اس لئے حضور پاک ﷺ نے انہیں باطنی طور پر بیعت فرمایا۔ ظاہری بیعت والوں کو جسم سے فیض ہوتا ہے جبکہ باطنی بیعت میں روح سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح حضرت اویس قرنیؓ کو بھی روح مبارک کا فیض حاصل ہوا۔ روحانی سلسلوں میں ظاہری بیعت کے ساتھ باطنی بیعت اور ایسی فیض کا طریقہ بھی جاری و ساری رہا حضور پاک ﷺ کو حیات النبی تسلیم کرنا اہل ایمان کے لئے لازم تر ہے۔ جب حضور پاک ﷺ حیات میں تو آپ کے بیعت کرنے اور فیض عطا کرنے کی حقیقت کو بھی تسلیم کیا جانا ضروری ہے۔

حضرت غوث پاکؒ اور حضرت سلطان باہوؒ کے اقوال و آیات سے ثابت ہے کہ انہیں حضور پاک ﷺ سے باطنی بیعت اور فیض حاصل ہوا۔ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت ابو بکر حواریؓ کو ذمیت کی حالت سے نکال کر انہیں بیعت فرمایا اور اپنا خرقہ بھی عطا فرمایا اور حضرت ابو بکر حواریؓ سے سلسلہ حواریہ جاری ہوا۔ حضرت امام جعفر صادقؓ نے حضرت بایزید بسطامیؒ کو باطنی طور پر بیعت کیا۔ حضرت فقیر نور محمد سوری قادریؒ کو حضرت سلطان باہوؒ نے باطنی فیض عطا فرمایا۔ سرکار شاہ صاحب نے مزید فرمایا کہ ظاہری بیعت میں جسم کی تربیت کی جاتی ہے جبکہ باطنی بیعت میں دل کو بیعت کیا جاتا ہے۔ ظاہری بیعت میں آجکل ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو کہ بیعت ہو رہے ہیں لیکن گستاخ رسولؐ بھی ہیں صحابہ کرامؓ اور اولیاء اللہؒ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ لیکن باطنی بیعت میں چونکہ جسم کے ساتھ دل کو بھی بیعت کیا جاتا ہے۔ اس لئے دل نورانیت کی راہ اختیار کر لیتا ہے جب دل درست ہو جائے تو وہ جسم کو بھی درستی کی جانب لے آتا ہے۔ یہ باطنی بیعت اور باطنی فیض آج بھی جاری ہے۔ کوشش کرنا چاہیے کہ باطنی فیض کا حصول کیا جائے۔ ظاہری طور پر ہزاروں پیروں سے مسرید ہو جائیں لیکن اگر باطنی فیض حاصل نہ ہو تو کچھ حاصل نہیں ہے۔ راہ سلوک میں مرشد سے بیعت کر کے مرشد تک پہنچنا مقصود نہیں ہے بلکہ بیعت کرنے کا اصل مقصد رب کی ذات تک رسائی حاصل کرنا ہے۔

## حصول فیض روحانی:

سرکار شاہ صاحب نے روحانی نشت میں طالبان حق سے فرمایا کہ آپ کسی بھی مرشد سے بیعت ہوں فیض روحانی حاصل کرنے کے لئے دوسری جگہ جایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ مرید تھے حضرت ابراہیم قندوزیؒ سے لیکن آپ فیض کے لئے سکھر میں حضرت صدر الدینؒ کے پاس گئے اسکے بعد آپ حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ کے پاس بھی فیض کے لئے گئے، پھر اس کے بعد آپ ملتان میں حضرت بہاؤ الحقؒ کے پاس بھی فیض کے لئے گئے۔ مگر جب قلندر پاکؒ واپس تشریف لائے تو سب کے سردار بن گئے اسی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ مرید تو حضرت عثمان ہارونیؒ کے تھے بعد میں حضرت داتا گنج بخشؒ سے اکتساب فیض کیا اور غوث پاکؒ سے بھی فیض حاصل کیا اور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے دربار پر فیض روحانی کے بعد بے ساختہ یہ شعر فرمایا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

لہذا بیعت کسی بھی جگہ سے ہوں فیض کے لئے دوسری جگہ جاسکتے ہیں۔ ہم بھی آپ کو بیعت کرنے پر اصرار نہیں کرتے۔ باطنی و روحانی فیض کا ایک راز ہمیں حاصل ہوا تھا یہ راز ہم نے بڑی ریاضتوں اور مشکل سے پایا تھا۔ رب کی رضایہ ہے کہ دیگر مسلمان بھائی بھی اسی فیض روحانی سے مستفیض ہو جائیں۔ ہماری تعلیمات میں قلب کو ذکر سے جاری کرنا ہے۔ جب قلب جاری ہو جاتا ہے تو فیض کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کا قلب جاری ہو جائے وہ غوث پاکؒ کے مریدوں میں شامل ہوتے ہیں کیونکہ غوث پاکؒ فرماتے ہیں کہ ”ذاکر میرا مرید ہو گا اور میں مرید اسی کو مانتا ہوں جس کا قلب ذکر کرے۔“

ہم خلوص نیت اور بغیر کسی لالچ کے ذکر قلب کو عام کر رہے ہیں اگر آپ لوگوں کو یہ نعمت ذکر قلب حاصل ہو جائے تو دعا دے دینا اور اگر یہ چیز حاصل نہیں ہوتی تو جو دو چار دن اللہ اللہ کی ہے اس کا ثواب آپ کو حاصل ہو جائے گا آپ کا کچھ بگڑے گا تو نہیں آپ اپنے گھر خوش ہم اپنے گھر خوش۔

### دلوں پر ایمان لکھ دیا گیا:

قرآن کی آیات مسلمانوں کو غور و فکری دعوت دیتی ہیں ایک آیت میں فرمان رب کریم ہوتا ہے کہ ”کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں پر ایمان لکھ دیا جاتا ہے“ (سورۃ المجادلہ آیت نمبر 22)۔ اس آیت کی تلاوت تو کثرت سے کی جاتی ہے لیکن اس کے حقیقی معنی اور اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ آئیے ہم دلوں پر ایمان نقش کرنے کے طریقے کی وضاحت کرتے ہیں۔ انسانی دل پر ایمان کسی لمبی چوڑی عبارت اور احکامات کی صورت میں نہیں لکھا جاتا بلکہ اسم اللہ کا دل پر نقش ہو جانا ایمان کہلاتا ہے۔ اسم اللہ دل پر کس طرح نقش ہو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ جب بھی وقت ملے خصوصاً فجر کی نماز کے بعد سفید کاغذ پر کالی سیاہی سے 66 مرتبہ اسم ذات اللہ خوشخط الفاظ میں لکھیں جس طرح 786 کو بسم اللہ شریف سے نسبت ہے اسی طرح 66 کے عدد کو اسم ذات سے نسبت ہے۔ اسی طریقے سے بار بار اسم ذات لکھتے رہنے سے ایک روز یہ اسم آپ کی آنکھوں میں تیرنا شروع ہو جائے گا پھر اسم ذات کو آپ دل پر نقش کرنے کی کوشش کریں۔ آنکھ بند کر کے دل کو کاغذ اور انگلی کو قلم تصور کرتے ہوئے دل پر اسم ذات لکھتے رہیں دل کی کشش آنکھوں سے زیادہ ہوتی ہے کچھ عرصہ بعد انشا اللہ یہ اسم پاک دل میں قرار پا جائے گا۔ کچھ لوگوں کو تو ذکر قلب عطا ہوتے ہی اسم ذات دل پر نقش نظر آ جاتا ہے اور کچھ لوگوں کو کچھ عرصہ بعد نظر آتا ہے یہ اپنی قسمت اور نصیب ہے۔ اسم ذات جب دل میں بسنا شروع ہوتا ہے تو دل کی دھڑکن ابھر کر تیز ہو جاتی ہے اس دھڑکن میں اللہ اللہ ملنا چاہیے۔ دل پر اسم اللہ نظر آ جائے تو آپ کا شمار اہل تصور میں ہو جائے گا۔ اسکے بعد آپ چلتے پھرتے رہیں، کاروبار کام کاج کرتے رہیں لیکن تصور اسم ذات کا قائم رکھیں اس ضمن میں یہ خیال رکھیں کہ کسی کو دل پر اسم اللہ لکھا ہوا نظر آتا ہے لیکن دھڑکن محسوس نہیں ہوتی جبکہ کسی کو دھڑکن محسوس ہوتی ہے اسم ذات نظر نہیں آتا ان دونوں حالتوں میں اگر ایک بھی میسر آ جائے تو شکر ادا کرنا چاہیے اس لئے کہ ہر کسی کی قلبی کیفیات مختلف ہوتی ہیں کوئی جلالی ہوتا ہے کوئی جمالی اور کوئی معتدل مسزاج کا حامل ہوتا ہے ابتداء میں درج بالا طریقے پر ہی عمل کرنا چاہیے اس سے بہت جلدی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

### نماز میں یکسوئی:

سرکار شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ شکایت عام ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں لیکن ہمارے دل و دماغ میں دنیاوی خیالات گردش کرتے رہتے ہیں اس شکایت کا واحد ذکر الہی ہے۔ ذکر کرنے والوں کے تصور، فکر اور سوچ میں بھی اللہ اللہ بس جاتی ہے پھر وہ چلتے پھرتے کاروبار کرتے رہتے ہیں لیکن ان کا دل اللہ کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ ایسے لوگ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو انکی سوچ اور دھیان اللہ کی جانب ہی مبذول رہتی ہے یوں نماز میں دل و دماغ ادھر ادھر دنیاوی خیالات میں نہیں بھٹک سکتے اس بات کو یوں سمجھیں کہ انسان پر کوئی ایک اہم بات اور سوچ غالب ہو تو وہ دنیا میں چلتا پھرتا تو ہے لیکن

اس کا دھیان اسی بات کی جانب مبذول رہتا ہے۔ مثلاً آپ کا بچہ بیمار ہو اور ہسپتال میں داخل ہو لیکن آپ کو دفتر سے فرصت نہیں مل رہی ہو تو آپ دفتر میں ہوتے ہوئے بھی ہسپتال میں بچے کی طرف متوجہ رہیں گے یا آپ نے سفر کے لئے جہاز یا ٹرین کی بکنگ کرائی ہے اور یہ بکنگ شام کے اوقات میں ہے لیکن آپ تمام دن لوگوں سے ملتے جلتے رہیں گے دیگر مصروفیات میں رہیں گے لیکن ذہن میں سفر کا خیال اور وقت ہی مقدم رہے گا۔ اسی طرح جب آپ ذکر و فکر اور تصور اسم اللہ ذات کو پختہ و قوی کر لیں گے تو وہ تمام حواس پر حاوی ہو جائے گا آپ کی حالت اس طرح ہو جائے گی ”دست بکار دل بیاز ہاتھ کام میں ہے اور دل یار کی یاد میں مشغول ہے۔ ایسی نماز جس میں زبان اور جسم کے ساتھ دل و دماغ بھی اللہ کی جانب متوجہ ہوں وہ بارگاہ الہی میں رسائی حاصل کر لیتی ہے۔ اس کے برعکس وہ نماز جس میں جسم حاضر ہو اور توجہ دنیاوی و شیطانی خیالات میں الجھی ہوئی ہو تباہی اور خرابی بن جاتی ہے۔

### وہ صراطِ مستقیم سے نہیں بھٹک سکتا:

سرکار شاہ صاحب نے ایک نشست میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ذکر قلب کے یوں تو بے شمار فوائد اور برکات ہیں لیکن سب سے اہم چیز یہ ہے کہ جس شخص کا قلب ایک بار اللہ اللہ سے جاری ہو جائے وہ صراطِ مستقیم سے کبھی بھی نہیں بھٹک سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ ذکر قلبی دنیاوی ماحول، شیطانی رکاوٹوں اور آزمائشوں کے سبب کچھ سست ہو جاتے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ بعد دوبارہ سرگرم عمل ہو جاتے ہیں۔ جس طرح موج کبھی نیچے اور کبھی اوپر ہوتی رہتی ہے لیکن اس کا سفر اسی نشیب و فراز میں جاری رہتا ہے مرشد کامل سے ذکر قلب عطا ہونے کے بعد کم از کم تین سال تک مرشد کی رہبری میں ذکر و فکر کرنا لازم ہوتا ہے۔ اگر اس عرصہ سے پہلے ادھر ادھر ہو گئے تو پھر قلب بند ہو سکتا ہے۔ کیونکہ نفس اور شیطان جیسی دشمن طاقتیں کبھی نہیں چاہتیں کہ کسی کا ذکر قلب جاری ہو جائے۔ اس لئے مخالف طاقتیں ذکر قلبی کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتی ہیں۔

### جس کو اللہ چاہے:

سرکار شاہ صاحب نے ایک نشست میں ایک طالب کو جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مختلف لوگوں کی خواہشات اور چاہتیں الگ الگ ہوتی ہیں بعض چاہتے ہیں کہ راتوں رات امیر بن جائیں، کچھ چاہتے ہیں کہ تھوڑی بہت عبادت کر کے درجہ ولایت حاصل کر لیں، بعض لوگ ہمارے پاس اس لئے آتے ہیں کہ ذکر لیتے ہی کشف اور مشاہدات شروع ہو جائیں۔ لیکن لوگوں کو نہیں معلوم کہ جو اللہ چاہے وہ ہوتا ہے۔ جسے اللہ چاہے اسے لمحات میں بہت کچھ عطا ہو جاتا ہے۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ ذکر لیتے ہی بے ہوش ہو گئے ہوش میں آتے تو کہنے لگے ہم تو خانہ کعبہ دیکھ رہے تھے۔ ہم تو مدینہ شریف میں تھے غرضیکہ جس کو رب چاہے اسے ہر چیز عطا ہو جاتی ہے ہم ذکر قلب کا اذن دیتے ہیں، دعوے نہیں کرتے اگر رب نے چاہا تو تمہیں باطنی چیزیں نظر آنا شروع ہو جائیں گی اور رب نے نہ چاہا تو تم ساری عمر بھی کوشش کرتے رہو تو کچھ نظر نہیں آئے گا۔ ہم نے تمہارا تعارف اللہ سے کر دیا اب قبول کرنا نہ کرنا یہ اللہ کا کام ہے۔

### جسم میں اللہ اللہ ہونا:

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ذکر قلبی کے دل میں جس طرح دھڑکن سے جنبش پیدا ہوتی ہے اسی طرح کی جنبش اس کے جسم کے مختلف حصوں میں بھی ہونا شروع ہو جاتی ہے، بازو، آنکھ، کمر وغیرہ میں پھر کن محسوس ہوتی رہتی ہے۔ اس احوال کی حقیقت یہ ہے کہ دل میں جب اللہ اللہ جاری ہو جاتا ہے تو انسانی خون میں بھی رچ بس جاتا ہے۔ چونکہ دل کے ذریعہ ہی سارے جسم کو خون پمپ ہوتا ہے اس لئے خون کا ہر قطرہ اللہ اللہ کی جذب و مستی میں سرشار

دل سے نکل کر جسم کے ہر عضو میں جاتا ہے اس لئے جسم کے مختلف حصوں میں ذکر قلب کی برکت سے جنبش پیدا ہو جاتی ہے۔

### ذکر کی حفاظت:

ایک نشست میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ذکر قلب کے ذریعے انسان شیطان اور نفس سے جہاد کر سکتا ہے اور بدی کی طاقتوں پر حاوی ہو سکتا ہے اس لئے شیطان قوتیں بھی نہیں چاہتیں کہ کوئی شخص ذکر قلبی بن جائے اس لئے جب کوئی شخص ذکر قلب کی طرف رجوع کرتا ہے تو شیطان اپنے تمام کارندوں کو حکم دیتا ہے کہ اسے پریشان کرو، بیمار کرو، تباہ کرو، برباد کرو لیکن اسے ذکر قلبی نہیں بننے دو اس لئے کہ اگر یہ ذکر قلبی بن گیا تو اس کے نس نس میں نور بس جائے گا اور ہمارا شیطان تسلط اس پر کبھی قائم نہ ہو سکے گا۔ اس لئے جو مرشد کامل ذکر قلب عطا کرتے ہیں اس کو منجانب الہی ایسی رحمانی مخلوق عطا ہوتی ہے جو شیطانی مخلوق سے مقابلے کرتی رہتی ہے۔ ہم بھی جسے ذکر قلب دیتے ہیں اس ذکر کے ساتھ دو موکلات کر دیتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ ہم جس کو ذکر دیتے ہیں اس کی سرپرستی بھی کرتے ہیں۔

### پچاس ہزار اور لاکھ گنا ثواب:

سرکار شاہ صاحب نے فرمایا کہ عموماً یہ بات عام ہے کہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھو تو ایک لاکھ گنا ثواب اور مسجد نبوی میں نماز ادا کرو تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے لیکن عموماً دیکھا جاتا ہے کہ ہر سال لاکھوں لوگ حج کے دوران بے تحاشہ نمازیں مکہ شریف اور مدینہ شریف میں ادا کرتے ہیں اس طرح وہ کروڑوں نمازوں کے ثواب کے حقدار ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب یہ حاجی واپس آتے ہیں تو اکثریت میں غفلت اور دنیا داری کا شکار ہوتے ہیں جبکہ قرآن پاک کے بقول نماز تو برائیوں اور خواہشات سے نجات دلاتی ہے اس طرح معلوم ہوا کہ اس بابت حقیقت کچھ اور ہے۔ ایک لاکھ اور پچاس ہزار گنا ثواب اصل میں ان نمازیوں کو حاصل ہوتا ہے جن کے دل پر خانہ کعبہ اور روضہ رسول ﷺ نقش ہو جاتا ہے۔ جس کے دل پر خانہ کعبہ بس گیا وہ کہیں بھی نماز ادا کرے لاکھ گنا ثواب حاصل ہوگا اسی طرح جس کے دل پر روضہ رسول ﷺ نقش ہے وہ جہاں بھی نماز ادا کرے پچاس ہزار گنا ثواب کے حقدار ہوں گے۔ یہ ثواب مومنین کے لئے ہے نہ کہ عام حاجی کے لئے اس غلط فہمی کی بنا پر تمام حاجی اپنے آپ کو کروڑوں کے ثواب کا حقدار جانتے ہیں کہ اس ثواب کے غرور میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو بہت کچھ خیال کرتے ہیں اگر حقیقت میں انہیں کروڑوں نمازوں کی حقیقت حاصل ہو جائے تو وہ غفلت گمراہی اور بد عقیدگی میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔

### اسم ذات ہر چیز پر قادر ہے:

اسم ذات اللہ کی اجازت بڑی مشکلوں اور پریشانیوں کے بعد حاصل ہوتی ہے اولیاء اللہ بڑی ریاضت مجاہدوں اور محنت و مشقت کے بعد طابین حق کو اللہ ہُو کے ذکر کی اجازت عطا فرماتے تھے اور یہ اجازت بھی محدود تعداد میں ہوتی تھی اگر آج بھی کسی بزرگ اور درویش سے قلب کے ذکر کے بارے میں دریافت کریں تو وہ یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ یہ بہت بڑی نعمت ہے اور بڑی مشکلوں سے کسی کسی کو عطا ہوتی ہے لیکن دورِ حاضر میں اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے کہ اسم ذات اللہ ہُو کی یہ نعمت عام تقسیم کی جا رہی ہے آج تم لوگوں کو نہ گھر بار چھوڑ کر جنگل میں جانا پڑتا ہے نہ ریاضت و مجاہدات کرنے پڑتے ہیں عین جوانی کے ایام میں یہ نعمت تمہیں گھر میں بیٹھے بیٹھے حاصل ہو رہی ہے۔ اگر اس آسانی کے دور میں بھی کوئی اس نعمت سے محروم ہے یا ذکر قلب کی عطا کا سن کر بھی وہ اس کے حصول کے لئے کوشش نہیں کرتا وہ بڑا بد نصیب ہے کچھ لوگ وظیفوں کے ذریعے رب کو پانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وظیفہ تو دل کو صاف کرنے کا

ذریعہ ہے عرفان الہی کے لئے اللہ حُوقی طرف پھر بھی آنا پڑتا ہے وظائف کے طریقے میں بڑی مشکلات ہیں دوران وظیفہ بغیر وضو کھانا کھالیا وظیفہ ختم، جھوٹ بول دیا وظیفہ ختم، نیند آگئی وظیفہ ختم۔ اس طرح وظائف میں عمر کا بڑا حصہ صرف ہو جاتا ہے پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی اور پھر انجام کار وظائف کرنے والے بیزار اور بد عمل ہو جاتے ہیں لیکن اگر اسم ذات کی طرف توجہ دی جائے تو اللہ حُوق کے ذکر کے ذریعہ دنیاوی کاموں میں مشغول رہتے ہوئے تمام پابندیوں سے آزاد رہتے ہوئے قرب ربانی حاصل ہو سکتا ہے۔ اسم ذات ہر چیز پر قادر ہے وہ خود ہی انسان کے اندر موجود ذراتیوں اور برائیوں کو ختم ڈالتا ہے۔ اگر انسان کوئی غلطی اور غفلت بھی کر جاتا ہے تو اپنی منزل سے دور نہیں ہوتا بلکہ اسم ذات ان غلطیوں کو اپنے نور سے ختم کر دیتا ہے۔ اسم ذات کسی کے قابو میں نہیں آتا بلکہ وہ خود انسان کو قابو کر لیتا ہے۔ اسم ذات ہر چیز پر قادر ہے وہ تم پر قدرت حاصل کر کے تمہیں اپنا بنا لیتا ہے۔

### مشرب محمدی ﷺ میں رہبانیت:

دنیا میں ہر وقت بہت سے اولیا کرام موجود ہوتے ہیں ہر ولی کا قدم کسی نبی کے قدم پر ہوا کرتا ہے جس ولی کا قدم جس نبی کے قدم پر ہوتا ہے وہ اسی مشرب اور طریقے کا حامل ہوتا ہے کوئی عیسوی مشرب ہوتا ہے اس کا قدم حضرت عیسیٰ کے قدم پر ہوتا ہے اس کی زندگی معاملات اور وصال حضرت عیسیٰ کی طرح ہوتا ہے کوئی موسوی کوئی سلیمانی اور کوئی داؤدی مشرب رکھتا ہے۔ لیکن بعض کا قدم حضور پاک ﷺ کے قدم مبارک پر ہوتا ہے اور وہ محمدی مشرب کہلاتے ہیں۔ عیسوی مشرب کے ولی گھربار چھوڑ دیتے ہیں مجذوبوں کی طرح کبھی ایک جگہ کبھی دوسرے علاقے میں زندگی گزارتے ہیں لیکن محمدی مشرب میں یہ طریقہ رہبانیت نہیں ہے بلکہ وہ دنیا میں رہتے ہیں کاروبار کرتے ہیں گھربار کا نظام چلاتے ہیں اور اللہ اللہ بھی کرتے رہتے ہیں وہ اپنے راز کو پوشیدہ رکھتے ہوئے دیگر لوگوں کو بھی اللہ اللہ کی جانب رغبت دلاتے رہتے ہیں۔ عیسوی مشرب میں تارک الدنیا ہو کر رہا جاتا ہے جبکہ محمدی مشرب میں تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے لئے غار حرا کی سنت اپناتے ہوئے کچھ عرصے خلوت نشینی اختیار کرنا پڑتی ہے پھر منازل روحانیت حاصل کرنے کے بعد دنیا میں آکر لوگوں کو تلقین و ہدایت میں مصروف ہو جاتے ہیں محمدی مشرب والے حقوق العباد بھی ادا کرتے ہیں اور حقوق اللہ میں بھی مصروف رہتے ہیں اس طرح اس مشرب میں رہبانیت کا تصور نہیں ہے۔

### منفرد، مفید اور مستفید:

سرکار شاہ صاحب نے فرمایا کہ راہ سلوک میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اپنی تجلی ڈالتا ہے تو کوئی منفرد ہو جاتا ہے کوئی مفید بن جاتا ہے اور کوئی مستفید کہلاتا ہے۔ منفرد لوگ وہ ہوتے ہیں جن کو نہ فیض لینے کی حاجت ہوتی ہے نہ فیض دینے کی اور نہ ہی ان کی ایسی کوئی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ ہدایت و رہبری کا کام سرانجام دیں اس لئے وہ لوگ ایک کونے میں پڑے رہتے ہیں ان کا دنیا داری میں رہنا حرام ہوتا ہے۔ جبکہ مفید لوگ فیض دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں اس لئے لوگوں کی ہدایت پر معمور رہتے ہیں ان کا تارک الدنیا ہونا حرام ہے اسی طرح مستفید لوگ فیض دے بھی سکتے ہیں اور لے بھی سکتے ہیں اس لئے یہ بھی دنیا میں مصروف عمل رہتے ہیں ان کا تارک الدنیا ہونا بھی حرام ہے یہ ترقی کرتے ہوئے ابدال و قطب کے درجے پر بھی فائز ہو سکتے ہیں۔

### فقر بہ کرم فقر بہ کمالیت:

راہ فقر میں بھی ولیوں کے دو سلسلے ہوتے ہیں ایک فقر بہ کرم ایک فقر بہ کمالیت ہوتے ہیں۔ فقر بہ کرم والے ولی یہ ہوتے ہیں کہ ان کو فیض یا مرتبہ کسی ولی کے ذریعے سے ملا اور ولی تک رہا۔ فنا فی الشیخ، فنا فی الغوث، فنا فی الرسول میں ہوتے ہیں۔ ان کا فیض کوئی دوسرا چاہے تو چھین بھی سکتا ہے یعنی فنا فی الشیخ

والے کا کوئی دوسرا شیخ، فنا فی الغوث والے کا غوث پاک اور فنا فی الرسول والے کا حضور پاک ﷺ چھین سکتے ہیں ان کے اوپر رب کی تجلی نہیں پڑتی بلکہ یہ دوسرے ولیوں کے وسیلے سے حاصل کرتے ہیں لہذا کوئی دوسرا چھین بھی سکتا ہے جب کہ فقرہ کمالیت والے ولی پر اللہ تعالیٰ کی تجلی پڑتی ہے۔ وہ فنا فی اللہ میں چلے جاتے ہیں اللہ کی تجلی میں آجاتے ہیں پھر ان کا فیض کوئی چھینتا نہیں ہے کیونکہ ان کو ڈائریکٹ اللہ سے ملا ہے بعض ولی ایسے ہوتے ہیں جو نائب رسول اللہ ﷺ یعنی غوث و قطب، ابدال ہوتے ہیں یہ 360 ولیوں میں سے ہوتے ہیں۔ مگر یہ رب کی تجلی میں نہیں ہوتے ہیں یہ فقرہ کرم والے ہوتے ہیں۔ جبکہ فقرہ کمالیت والے رب کی تجلی میں ہوتے ہیں فقرہ کرم کا درجہ نیچے ہوتا ہے جبکہ فقرہ کمالیت کا تعلق رب سے ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض ولیوں کا شریعت پر بڑا زور ہوتا ہے جبکہ بعض اتنا زور نہیں دیتے مگر ان کی کرامت اور فیض ان سے زیادہ ہوتا ہے۔ امام بری سرکار پہلے شریعت کے بڑے پابند تھے بہت ورد و وظائف میں رہتے تھے پھر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ پہلے جیسی بات نہیں رہی ایک بادشاہ جہاں بادشاہ نے آپ کو بلوایا آپ نہیں گئے اس نے آیت لکھ کر بھیجی ”اللہ کی اطاعت، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، شیخ کی اطاعت“ آپ نے جواب میں لکھا کہ ”میں اس وقت اطیعو اللہ میں اتنا مصروف ہوں کہ اطیعوا الرسول سے بھی شرمندہ ہوں باقی عملوں کی بعد کی بات ہے۔“ ان کے درجے ہوتے ہیں کوئی شریعت میں کوئی طریقت میں کوئی حقیقت میں کوئی معرفت میں کوئی فنا فی اللہ میں لیکن اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کو یہ درجہ مل جائے۔

اللہ تعالیٰ تحفۃ المجالس کی تدوین کیلئے ہماری کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین

خیر اندیش:

چیئر مین سرفروش پبلیکیشنز

-----